بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 49 — شمارہ 38

ہفت روزہ **بدر** قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

شرح چندہ: سالانہ 200 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ

22 جمادی الثانی 1421 ہجری 21 تبوک 1379 ہش 21 ستمبر 2000

Postal Reg. No: PB/1023/2000

1504
Mr.Er.M.Salam Sb
Chief Project Manager
R.E.C.Project Office
Padam Dev Commerical Complex
Phase -II The Ridge
SHIMLA-171001 (H.P)

اخبار احمدیہ

لندن 21 ستمبر (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔

کل حضور انور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا ایمان افروز تذکرہ فرمایا۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کیساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے

میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے اس طرح کہ خود اس کے دل میں محبت الٰہی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا انس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دیکر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے تب جذباتِ نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اُس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

یہ تو کسب اور سلوک کی ہم نے ایک مثال بیان کی ہے لیکن بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے مدارج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ اُن کی شکم مادر میں ہی ایک ایسی بناوٹ ہوتی ہے کہ فطرتاً بغیر ذریعہ کسب اور سعی اور مجاہدہ کے وہ خدا سے محبت کرتے ہیں۔ اور اُس کے رسول یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا انکو روحانی تعلق ہو جاتا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور پھر جیسا جیسا اُن پر زمانہ گذرتا ہے وہ اندرونی آگ عشق اور محبت الٰہی کی بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی محبت رسول کی آگ ترقی پکڑتی ہے۔ اور ان تمام اُمور میں خدا اُن کا متولی اور متکفل ہوتا ہے اور جب وہ محبت اور عشق کی آگ انتہاء تک پہنچ جاتی ہے تب وہ نہایت بیقراری اور دردمندی سے چاہتے ہیں کہ خدا کا جلال زمین پر ظاہر ہو۔ اور اسی میں ان کی لذت اور یہی اُن کا آخری مقصد ہوتا ہے۔ تب اُن کیلئے زمین پر خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کسی کیلئے اپنے عظیم الشان نشان ظاہر نہیں کرتا اور کسی کو آئندہ زمانہ کی عظیم الشان خبریں نہیں دیتا۔ مگر انہیں کو جو اُس کے عشق اور محبت میں محو ہوتے ہیں اور اُس کی توحید اور جلال کے ظاہر ہونے کے ایسے خواہاں ہوتے ہیں جیسا کہ وہ خود ہوتا ہے یہ بات انہیں سے مخصوص ہے کہ حضرت اُلوہیت کے خاص اسرار اُن پر ظاہر ہوتے ہیں اور غیب کی باتیں کمال صفائی سے اُن پر منکشف کی جاتی ہیں اور یہ خاص عزت دوسرے کو نہیں دی جاتی۔

شاید ایک نادان خیال کرے کہ بعض عام لوگوں کو کبھی کبھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ بعض مرد یا عورتیں دیکھتے ہیں کہ کسی کے گھر میں لڑکی یا لڑکا پیدا ہوا تو وہی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعض کو دیکھتے ہیں کہ وہ مر گیا تو وہ مر بھی جاتا ہے۔ یا بعض ایسے ہی چھوٹے چھوٹے واقعات دیکھ لیتے ہیں تو وہ ایسے ہی ہو جاتے ہیں تو میں اس وسوسہ کا پہلے ہی جواب دے آیا ہوں کہ ایسے واقعات کچھ چیز ہی نہیں ہیں اور نہ کسی نیک بختی کی ان میں شرط ہے۔ بہت سے خبیث طبع اور بدمعاش بھی ایسی خوابیں اپنے لئے یا کسی اور کیلئے دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن وہ امور جو خاص طور کے غیب ہیں وہ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں۔ وہ لوگ عام لوگوں کی خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ اکثر اُن کے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں اور شاذ و نادر مشتبہ ہوتا ہے مگر دوسرے لوگوں کے مکاشفات اکثر مکدر اور مشتبہ ہوتے ہیں اور شاذ و نادر کوئی صاف ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ عام لوگوں کی نسبت اِس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے جیسا کہ ایک بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے تیسرے اُن سے ایسے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ کوئی دوسرا شخص اُن کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ چوتھے اُن کے نشانوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں پائی جاتی ہیں اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار اُن میں نمودار ہوتے ہیں اور صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ ان نشانوں کے ذریعہ سے اُن مقبولوں کی عزت اور قربت کو دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور اُن کی وجاہت دلوں میں بٹھانا چاہتا ہے۔

مگر جن کا خدا سے کامل تعلق نہیں ان میں یہ بات پائی نہیں جاتی بلکہ ان کی بعض خوابوں یا الہاموں کی سچائی ان کیلئے ایک بلا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے ان کے دلوں میں تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اور تکبر سے وہ مرتے ہیں۔ اور اس جڑھ سے مخالفت پیدا کرتے ہیں جو شاخ کی سرسبزی کا موجب ہوتی ہے۔ اے شاخ یہ مانا کہ تو سرسبز ہے اور یہ بھی قبول کیا کہ تجھے پھول اور پھل آتے ہیں مگر جڑھ سے الگ مت ہو کہ اس سے تو خشک ہو جائے گی اور تمام برکتوں سے محروم کی جائے گی کیونکہ تو جزو ہے کل نہیں ہے اور جو کچھ تجھ میں ہے وہ تیرا نہیں بلکہ وہ سب جڑھ کا فیضان ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷ تا ۶۹)

جلسہ سالانہ قادیان

16-17-18 نومبر 2000ء کو ہوگا

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال بھی رمضان المبارک کے پیش نظر 109ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 16-17-18 نبوت 1379 ہش بمطابق 16, 17, 18 نومبر 2000ء بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کرکے تیاری شروع کر دیں۔ اور دعائیں کرتے رہیں کہ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی برکتوں کا حامل ہو۔

مجلس مشاورت بھارت

اسی طرح جلسہ سالانہ کے اختتام پر مورخہ 19 نومبر بروز اتوار جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی بارہویں مجلس مشاورت منعقد ہوگی۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اس وقت تک (۱۷۰) ممالک میں باقاعدہ احمدیت کا پودا لگ چکا ہے

اس صدی کے اختتام سے قبل براعظم افریقہ ایک ایسا براعظم ہے جسکے تمام ممالک میں احمدیت داخل ہو چکی ہے

صرف گزشتہ ایک سال میں (۱۲) نئے ممالک احمدیت میں داخل ہوئے ہیں

دنیا بھر میں مساجد اور تبلیغی مراکز میں اضافہ، قرآن مجید اور دیگر اسلامی کتب کے مختلف زبانوں میں تراجم، احمدیہ چھاپہ خانوں، ایم ٹی اے انٹرنیشنل اور خدمت خلق کے متعلق مختلف امور کا تذکرہ

﴿جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز کے دوسرے اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز اور روح پرور خطاب﴾

(اسلام آباد۔ (ٹلفورڈ) ۲۹؍جولائی ۲۰۰۰ء): آج چار بجے شام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دوسرے روز کے دوسرے اجلاس میں خطاب کیلئے تشریف لائے۔ حضور ایدہ اللہ کے کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد مکرم مولانا فیروز عالم صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور مکرم مولانا نصیر احمد صاحب قمر نے تلاوت کے اس حصہ کا ترجمہ پڑھا۔ اس کے بعد مکرم مولانا نسیم احمد باجوہ صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام۔

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا　　ارے اِک اور جھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "خطاب سے پہلے میرے ایک تازہ کلام میں سے مکرم طارق احمد طاہر صاحب کچھ پیش فرمائیں گے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ آج یہاں اللہ کے فضل سے پاکستان سے آئے ہوئے پنجابی اور پٹھان اور سندھی اور تھلوں کے غریب رہنے والے، اسی طرح بہت سے لوگ بڑے ذوق اور شوق سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں نے احمد فراز کی نظم کی تضمین لکھی ہے۔ وہ نظم اس قافیہ ردیف کی ہے 'بل کے دیکھتے ہیں، ڈھل کے دیکھتے ہیں'۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور احمد فراز میرے نزدیک ایک بہت عظیم عہد ساز شاعر ہیں۔ وہ جب فصاحت و بلاغت کے آسمان کو چھوتے ہیں تو انسان حیران رہ جاتا ہے کہ کس طرح ان کی فکر میں یہ خیالات آئے۔ پس ان سے معذرت کے ساتھ اس نظم میں اگرچہ ایک ہلکا سا مزاح کا پہلو بھی ہے۔ لیکن در حقیقت مزاح نہیں یہ آپ سب لوگوں کے جذبات کی عکاسی کی گئی ہے۔ تو یہ کلام انشاء اللہ ابھی مکرم طارق احمد طاہر صاحب پیش فرمائیں گے۔ حضور نے مزید فرمایا کہ اس کا ترجمہ بڑا مشکل ہے کیونکہ جو بات اصل کلام میں ہے وہ ترجمہ میں بیان نہیں ہو سکتی اس لئے جو ترجمہ سننے والے ہیں ان سے معذرت کے ساتھ"۔

اس کے بعد عزیزم طارق احمد طاہر نے یہ منظوم کلام پڑھ کے سنایا۔

وہ روز آتا ہے گھر پر ہمارے ٹی وی پر　　تو ہم بھی اب اسے انگلینڈ چل کے دیکھتے ہیں
خدا کے فضلوں پر ہوتا ہے اپنا دل ٹھنڈا　　تو مولوی ہمیں کیوں اتنا جل کے دیکھتے ہیں

اس نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ النصر کی تلاوت کی اور پھر فرمایا:

آج اللہ کے فضلوں کے ذکر کے دن ہیں اور آج خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے جو غیر معمولی فضلوں کو ہمارے لئے مقدر کر رکھا ہے، جو آسمان سے بارش کے قطروں کی طرح برستے رہے ہیں، برستے رہتے ہیں اور آئندہ بھی برستے رہیں گے آج ان کے متعلق مختصر رپورٹیں میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اس وقت تک ۱۷۰ ممالک میں باقاعدہ احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ ۱۹۸۴ء میں میری عارضی ہجرت کے وقت ان ممالک کی تعداد جن میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی تھی ۹۱ تھی۔

ان سولہ سالوں میں جب کہ مخالف دشمن نے جماعت احمدیہ کو نابود کرنے کے لئے پوری کوشش کی اللہ تعالیٰ نے اُناسی (۷۹) نئے ممالک احمدیت کو عطا فرمائے ہیں۔

امسال جو بارہ نئے ممالک احمدیت میں داخل ہوئے ہیں ان میں ایک سنٹرل افریقن ریپبلک، دوسرے ساؤٹومے اِی پرنسپے، تیسرے سیشلز، چوتھے سوازی لینڈ، پانچویں بوٹسوانا، چھٹے نیمبیا، ساتویں ویسٹرن صحارا، آٹھویں جبوتی، نویں اریٹیریا، دسویں کوسوو، گیارھویں مونا کو اور بارھویں اندورا۔

ان بارہ ممالک میں سے پہلے نو ممالک کا تعلق براعظم افریقہ سے ہے۔ براعظم افریقہ میں کل ۵۴ ممالک ہیں جن میں سے ۴۵ ممالک میں احمدیت داخل ہو چکی تھی۔ ۹ ممالک میں بھی احمدیت کے نفوذ میں کامیابی حاصل ہو گئی ہے۔ اس صدی کے اختتام سے قبل براعظم افریقہ دنیا میں ایک ایسا براعظم ہو گا جس کے تمام ممالک میں احمدیت داخل ہو چکی ہے۔

اس کی مختصر رپورٹ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ جن لوگوں نے محنت کی ہے ان کے لئے ہمارے دلوں سے دعائیں نکلیں۔

(۱) سنٹرل افریقن ریپبلک (Central African Republic): اس ملک میں جماعت کے قیام کی ذمہ داری بینن (Benin) جماعت پر ڈالی گئی تھی۔ انہوں نے ایک علاقہ کا انتخاب کر کے کام شروع کیا۔ رابطے کر کے لٹریچر تقسیم کیا اور متعدد تبلیغی مجالس کا انعقاد کیا۔ اس کے نتیجہ میں ۶۲ بیعتیں عطا ہوئیں۔ جن میں ایک مسجد کے امام بھی شامل ہیں۔ یہاں باقاعدہ صدر جماعت کا تقرر کر کے نظام جماعت قائم کر دیا گیا ہے۔

(۲) ساؤٹومے اور پرنسپے (Sao Tome & Principe): یہ ملک بھی بینن (Benin) کے سپرد تھا۔ نومبر ۱۹۹۹ء میں امیر صاحب بینن نے ایک مقامی معلم کے ساتھ اس ملک کا دورہ کیا۔ وہاں پہنچ کر مختلف لوگوں سے رابطے کئے جن میں مسلمان اور عیسائی شامل تھے۔ باوجود کوشش کے تبلیغی پروگراموں میں اس وقت کامیابی نہ ہو سکی۔ امیر صاحب بتاتے ہیں کہ ایک روز ہم نے بڑے الحاح سے دعا کی اور اس کے بعد ہمیں یقین ہو گیا کہ اب ضرور کامیابی نصیب ہو گی۔

نماز عصر کے بعد ہم بیٹھے تھے کہ ایک مسلمان کو اپنی طرف آتا دیکھا۔ قبل ازیں ہم اسے تبلیغ کر چکے تھے۔ میں نے معلم سے کہا کہ یہ اس ملک کا پہلا احمدی ہے۔ وہ ہمارے قریب آیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کی تبلیغی مجالس سنی ہیں جو کچھ امام اور اسکے ساتھیوں نے کہا ہے وہ درست نہیں ہے۔ اب آپ اکیلے نہیں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میں احمدیت قبول کرتا ہوں۔ اس کا نام ابراہیم ہے۔ مزید تبلیغی پروگراموں کے نتیجہ میں ابراہیم کے ساتھیوں نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ یہاں کل دس بیعتیں ہوئی ہیں اور باقاعدہ صدر کا تقرر کر کے نظام جماعت قائم کر دیا گیا۔

(۳) سیشلز (Seychelles): یہ ملک پہلے کینیا کے سپرد تھا۔ دوران سال ماریشس جماعت کو اس کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں سیشلز سے پانچ افراد پر مشتمل ایک فیملی نے ماریشس میں احمدیت قبول کی اور واپس آکر جماعتی وفد بھجوانے کی درخواست کی۔ ماریشس سے منیر عظیم صاحب دورہ پر گئے۔ ان کے وہاں قیام کے دوران ۲۷ بیعتیں ہوئی اور اللہ کے فضل سے جماعت باقاعدہ رجسٹرڈ ہو گئی ہے۔

(۴) بوٹسوانا (Botswana): اس ملک میں جماعت کے قیام کی ذمہ داری ساؤتھ افریقہ پر ڈالی گئی تھی۔ الحمد للہ امسال انہوں نے یہاں بھی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ نومبر ۱۹۹۹ء میں انہوں نے پہلا وفد یہاں دورہ پر بھجوایا جس نے مختلف مقامات کا دورہ کیا، سوال و جواب کی مجالس منعقد ہوئیں اور دوسرا وفد پھر تبلیغی دورہ پر گیا اور بارہ مقامات پر وہاں کے چیف اور مقامی باشندوں کو تبلیغ کا موقعہ ملا۔ چار دوست بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ تین افراد پر مشتمل ایک احمدی فیملی پہلے سے وہاں مقیم ہے۔ اس طرح سات افراد پر مشتمل وہاں باقاعدہ جماعت قائم ہو چکی ہے۔

(۵) نمیبیا (Namibia): یہ ملک بھی ساؤتھ افریقہ کے سپرد کیا گیا تھا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمایاں کامیابی حاصل ہو چکی ہے اور مختلف لائبریریوں میں قرآن کریم اور احمدیہ لٹریچر رکھا جا چکا ہے۔ پہلے دوست رشید صاحب ہیں جو بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور افراد کو بھی سعادت عطا ہوئی۔ اب باقاعدہ جماعت بن چکی ہے۔

(۶) سوازی لینڈ (Swaziland): سوازی لینڈ بھی وہ ملک ہے جو ساؤتھ افریقہ کے سپرد تھا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور بعض چیف اور ان کے لڑکے اور تین نوجوان احمدیت میں شامل ہوئے اور بڑے جوش سے اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ اب انشاء اللہ ہم کثرت سے پھیلیں گے۔

باقی صفحہ (۸) پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

بڑے بڑے دنیاوی حیثیتوں کے مالک لوگ بھی جلسہ پر تنگی سے گزارہ کرنے پر خوشی محسوس کیا کرتے تھے

جو اپنی قوم میں معزز ہیں وہ تمہارے پاس جب آئیں تو ان کی بھی اسی طرح خاطر مدارات کرو

قادیان اور ربوہ میں مہمانوں کی خدمت کی حسین یادوں کا پر لطف تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-
فرمودہ ۲۱ر جولائی ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۱ر وفا ۱۳۷۹ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِمَّا اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ . وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (سورۃ الحشر آیت ۱۰)

اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ان سے پہلے ہی گھر تیار کر رکھے تھے اور ایمان کو (دلوں میں) جگہ دی تھی۔ وہ ان سے محبت کرتے تھے جو ہجرت کر کے ان کی طرف آئے اور اپنے سینوں میں اس کی کچھ حاجت نہیں پاتے تھے جو اُن (مہاجروں) کو دیا گیا اور خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگی در پیش تھی۔ پس جو کوئی بھی نفس کی خساست سے بچایا جائے تو یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

جیسا کہ آیت کے عنوان سے ظاہر ہے اس دفعہ درمیان میں وہ دعاؤں پر مشتمل جو سلسلہ جاری تھا وہ جلسہ کے قرب کی وجہ سے روک کر اب مہمان نوازی سے متعلق میں چند ہدایات کرنا چاہتا ہوں۔ وہ مقامی لوگ جو خدمت کر رہے ہیں آنے والوں کی، ان کو بھی ہدایتیں اور وہ جو تشریف لا رہے ہیں دور دور سے ان کے لئے بھی کچھ ہدایات ہیں۔

سب سے پہلے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنحضرت ﷺ سے ایک روایت بیان کرتا ہوں جو ابن ماجہ ابواب الادب میں درج ہے۔ فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار یا معزز آدمی آئے تو اس کی حیثیت کے مطابق اس کی عزت اور تکریم کرو۔ بعض دفعہ لوگوں کے دل میں ایک وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ جو بظاہر بڑے بڑے لوگ ہیں ان کی خاطر الگ کھانے پکائے جا رہے ہیں، خاطریں کی جا رہی ہیں تو یہ سنت رسولؐ سے ہٹ کر نہیں بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد تھا کہ جو اپنی قوم میں معزز ہیں وہ تمہارے پاس جب آئیں تو ان کی بھی اسی طرح خاطر مدارات کرو۔ تو جو مخلصین احمدی ہیں وہ تو خوش ہوتے ہیں اسے دیکھ کر ان کے دل میں کسی قسم کا نقار پیدا نہیں ہوتا۔

ایک اور روایت حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو مسلم کتاب البر سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو، اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے۔

تو جو آنے والے ہیں ان سے مسکرا کر بات کرنا بھی بہت بڑی نیکی ہے۔ پس اس پہلو سے خیال رکھیں کہ سب آنے والوں کو خوشی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا کریں اور اگر کچھ کہنا نہیں تو کم سے کم مسکرا کے ہی دیکھیں۔

ایک روایت حضرت ابوذر غفاریؓ کی ترمذی میں درج ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا تیرے لئے صدقہ ہے اور تیرا امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔ اور بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانا تیرے لئے صدقہ ہے اور کسی نابینا کے رستہ چلنے میں مدد کرنا تیرے لئے صدقہ ہے۔ اور پتھر، کانٹا یا ہڈی کو راستے سے ہٹا دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں کچھ ڈال دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔

عقبہ بن عامر مسند احمد بن حنبل کی روایت کے مطابق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَاخَیْرَ فِی مَنْ لَّا یُضَیِّفْ کہ جو مہمان نوازی نہیں کرتا اس کے لئے کوئی خیر و برکت نہیں۔

ایک روایت ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور یہ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ کونسا اسلام سب سے بہتر ہے۔ فرمایا ضرورت مندوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر اس شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں سلام کہو۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان. باب اطعام الطعام من الأسلام)

اب یہ عجیب بات ہے کہ سوال اسلام کے متعلق ہے کونسا اسلام بہتر ہے تو اس پر آپ کا یہ فرمانا کہ ضرورت مندوں کو کھانا کھلاؤ اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نزدیک جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سرنگوں ہو جاتا ہے وہ اس کے بندوں کی بھی خدمت کرتا ہے اور ان کو کھانا کھلاتا ہے اور ہر شخص کو اس کا پیغام دیتا ہے۔ اسلام کے نام میں ہی امن کا پیغام دینا شامل ہے۔ پس جس کو جانتے ہو اس کو بھی، جس کو نہیں جانتے اس کو بھی سلام کہا کرو۔ قادیان میں مجھے یاد ہے ایک بہت پیارا دستور تھا کہ دور دور سے آنے والوں کو بعض لوگ اس خیال سے کہ پہل ہم کریں پہلے ہی بہت اونچی آواز میں سلام کر دیا کرتے تھے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی یہی سنت تھی۔ آپ ہمیشہ بلند آواز سے دور سے آنے والے کو سلام کہہ دیا کرتے تھے اور ہمارے استاد حضرت حافظ رمضان صاحب مرحوم وہ تو اتنی دور سے سلام کر دیا کرتے تھے کہ بعض دفعہ کسی گائے یا بکری کی چاپ کی آہٹ پر بھی یہ سمجھ کر کہ یہ کسی انسان کے پاؤں کی آواز ہو دور سے السلام علیکم کہہ دیا کرتے تھے۔ تو اللہ کے ہاں ان کا یہ سلام بہت مقبول ہوگا، بہت ہی پیارا وجود تھا۔

ایک روایت حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو صحیح مسلم کتاب الایمان سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ جب کہے تو اچھی بات کہے ورنہ خاموش ہو جائے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔

ایک روایت ابوداؤد سے لی گئی ہے جو اَبِی شُرَیْح الکَعْبِی سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن رات تک اس کی خدمت تو اس کا انعام شمار ہوگی یعنی وہ تو اس کے ایک نفل کے طور پر ہوگا اور تین دن تک جو مہمان نوازی ہے یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس کے بعد کی خدمت صدقہ ہے اور اس مہمان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اس کے

ہاں ٹھہریں۔(سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة)۔ تین دن کے بعد اگر ذاتی تعلقات ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ خوشی سے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے تو یہ ایک الگ معاملہ ہے۔ مگر اگر ذاتی تعلقات نہیں محض اس کی مہمان نوازی کی خاطر کسی نے اس کو اپنے گھر رکھا ہے نامعلوم شخص ہے تو تین دن کے بعد اجازت لے۔ پھر اگر وہ خوشی سے اجازت دے اور دل کی خوشی سے اسے رکھنا چاہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میزبان کی ایک نیکی ہے جو اللہ اسے قبول فرمائے گا۔

ایک روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو سنن ترمذی میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں کچھ ایسے بالا خانے ہیں کہ ان کے اندر سے باہر والے حصوں کو دیکھا جاسکتا ہے اور باہر سے اندر والے حصوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کی، یارسول اللہ! یہ کن کے لئے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ ان کے لئے جنہوں نے خوش کلامی کی، کھانا کھلایا، باقاعدگی سے روزے رکھے اور خدا کی خاطر رات کے وقت اس حال میں نماز ادا کی کہ لوگ سو رہے ہوں۔

(سنن ترمذی کتاب البر و الصلة۔ باب ما جاء فی قول المعروف)

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات میں بہت گہری حکمتیں مخفی ہوتی ہیں۔ اب یہ بالا خانے جنت میں جو دوطرفہ دیکھے جاسکتے ہیں ان لوگوں کے لئے ہیں جنہوں نے خدا کی خاطر چھپ کر قربانیاں دی تھیں، رات کو اٹھے، روزے رکھے، جب کسی غریب کو بھی دیا تو چھپا کر دیا تو ان کی نیکیوں کو خدا جنت میں برسرعام مشہور کر دے گا۔ بعض کی تو بدیاں مشہور کی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔ لیکن وہ جو نیکیاں چھپا کے کرتے ہیں ان کی نیکیوں کو مشہور کیا جائے گا اور جن لوگوں سے وہ نیکیاں کیا کرتے تھے وہ بھی ان کو دکھائے جائیں گے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے جو جنت میں خدا کے متقی بندوں کو نصیب ہوگا۔

ایک روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے صحیح بخاری میں مروی ہے۔ لمبی روایت ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے اپنی ازواج کی طرف پیغام بھجوایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بعض دفعہ اپنے مہمان اپنے خاص مخلص صحابہ کو بانٹ دیا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا۔ ایک انصاری نے عرض کیا کہ حضور میں انتظام کرتا ہوں۔ اگرچہ یہ روایت بارہا بیان ہو چکی ہے لیکن ہر دفعہ ایک نیا لطف دیتی ہے۔ ایک عظیم الشان روایت ہے۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا آنحضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر مدارت کا انتظام کرو۔

تو جو بھی اب مہمان آئیں گے یاد رکھیں یہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ اور مسیح موعودؑ کے مہمان ہیں۔ اس نیت سے اگر آپ مہمانوں کی خدمت کریں گے تو آپ کو بہت ثواب ہوگا۔ بیوی نے جواباً کہا گھر میں تو صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔ انصاری نے کہا کھانا تیار کرو پھر چراغ جلاؤ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو بہلا کر سلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا، چراغ جلایا، بچوں کو بھوکا ہی سلا دیا۔ پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور چراغ بجھا دیا اور پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھے بظاہر کھانا کھانے کی آوازیں نکالتے اور چٹخارے لیتے رہے تاکہ مہمان سمجھے کہ میزبان بھی میرے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح مہمان نے پیٹ بھر کا کھانا کھایا اور وہ خود بھوکے سو رہے۔ اب یہ ادا ان کی اتنی پسند آئی اللہ تعالیٰ کو کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خود اس کی خبر دی۔ چنانچہ جب صبح وہ صحابی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے رات والے فعل سے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنس دیا۔ کہتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ وہ خود ضرورت مند ہوتے ہیں اور جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں"۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب)

ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے وہ ابن ماجہ میں بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار یا معزز آدمی آئے تو اس کی حیثیت کے مطابق اس کی تکریم کرو۔ یہ پہلے بھی روایت گزر چکی ہے اب پھر ہے اور میں تاکید کرتا ہوں کہ جو بھی معززین کسی کے ہاں تشریف لائیں یا جماعت کے مہمان ہوں ان کی پوری عزت و تکریم کی جانی چاہئے۔

ایک روایت مسلم کتاب البر میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا معمولی نیکی کو حقیر نہ سمجھو، اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے۔

ایک روایت ترمذی میں حضرت ابوذر غفاریؓ کی یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھائی سے تیرا مسکرانا تیرے لئے صدقہ ہے اور تیرا امر بالمعروف اور نَھی عَنِ الْمُنکَر کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔ بھٹکے ہوئے کو رستہ دکھانا بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور کسی نابینا کی رستہ چلنے میں مدد کرنا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔ اور پتھر، کانٹا یا ہڈی رستہ سے ہٹا دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں کچھ ڈال دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔

ایک روایت مسلم کتاب الحج میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سفر کے ارادہ سے جب اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے، پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرما دیا اور ہم اسے قابو میں رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

تو اب تو اونٹوں کا زمانہ نہیں۔ اب خدا نے ریل گاڑیوں، ہوائی جہازوں وغیرہ، ان سواریوں کا زمانہ بنا دیا ہے کہ جس طرح اونٹوں پر بیٹھنے والوں کو ان کی تسخیر کی طاقت نہیں تھی، اللہ کے فضل سے وہ مسخر ہوئے تھے اسی طرح اب یہ نئی سواریاں خواہ ہوائی جہاز ہوں یا ریل گاڑیاں ہوں، جو بھی موٹر کاریں وغیرہ یہ سارے اللہ کے حکم سے آپ کے لئے مُسَخَّر ہیں اور یہ گہرا خدا کی قدرت کا نظام ہے کہ جب اس نے پسند فرمایا اس وقت وہ ایجادیں انسان نے دریافت کیں جن کا خدا تعالیٰ نے پہلے سے ہی یہ انتظام کر رکھا تھا۔ اب دیکھو ریل گاڑی اس وقت ایجاد ہوئی جب ایکسٹرنل Combustion انجن یا کوئلہ وغیرہ سے گاڑیاں چلائی جاتی تھیں اور اس وقت خدا تعالیٰ نے کوئلے اور لکڑی وغیرہ کے ذریعہ جو باہر انسان کو دکھائی دیتے تھے یا زمین میں سے کھودتے تھے ان گاڑیوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ تو دو نظام ہیں۔ ایک ہے ایکسٹرنل Combustion انجن کہ باہر سے گرمی دے کر انجن کو چلایا جاتا ہے اور ایک نظام ہے انٹرنل Combustion انجن، کہ انجن کے اندر پٹرول کی طرح کی چیز ڈالی جائے تو اندر سے آگ بھڑکتی ہے اور وہ اس مشین کو چلاتی ہے۔ تو یہ دونوں ضرورتیں انسان کی ایسی ہیں جن پر انسان کو ہرگز اختیار نہیں تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کے لئے مُسَخَّر کی ہیں۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ سنت تھی کہ سواری پر چڑھتے ہوئے اس آیت کی تلاوت ضرور فرمایا کرتے تھے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کر دیا اور ہم اپنی طاقت سے اسے مسخر کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے تھے۔ اور اگر کسی حادثہ کی وجہ سے ہمارے مقدر میں یہی ہے کہ ہم رخصت ہو جائیں خدا کے حضور تو ہم نے جانا تو وہیں ہے خواہ سوار ہوتے ہوئے جائیں یا گھر بیٹھے چلے جائیں، ہر حال میں خدا کی ہی طرف لوٹنا ہے۔ تو یہ دعا بہت ہی مؤثر دعا ہے اور کبھی بھی سواری سے پہلے اس دعا کو نہیں بھولنا چاہئے۔

ہمارے ایک احمدی پائلٹ ہوا کرتے تھے جنگ عظیم میں، انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ یہ دعا ضرور پڑھا کرتے تھے۔ صرف ایک دفعہ بھول گئے اور اسی دفعہ جہاز کو گولی لگی اور وہ زمین پہ جا پڑا۔ اگرچہ ان کی جان بچ گئی مگر وہ جہاز ضائع ہو گیا۔ تو لمبا عرصہ وہ پھر دشمن کی قید میں بھی رہے۔ تو یہ بتاتے تھے مجھے قطعی طور پر یاد ہے کہ اس دفعہ جو مقدر تھا وہی ہوا۔ میں اس دعا کو بھول گیا اور پھر وہ حادثہ پیش آ گیا۔ تو آپ لوگ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس دعا کو اچھی طرح یاد رکھیں اور اس کی وجہ سے جماعت کو دکھ نہ پہنچائیں۔ بارہا نصیحت کی جاتی ہے، لکھ لکھ کر کاغذ لگایا جاتا ہے موٹروں کے شیشوں پر کہ دیکھو اگر نیند آ رہی ہے تو ایک جگہ کھڑے ہو جاؤ، آرام کر لو، اگر خطرہ ہو نوکری جانے کا تو بے شک نوکری چلی جائے لیکن جان کی فکر کرو کیونکہ تمہاری جان کی وجہ سے ساری جماعت احمدیہ کو صدمہ پہنچتا ہے۔ تو کیوں ہمیں دکھ پہنچاتے ہو۔ اس لئے اب پھر یہ تاکید کرتا ہوں کہ ہر جگہ احتیاط کریں، بہت احتیاط سے کام لیں۔ پھر اس کے باوجود اگر خدا کے ہاں یہی مقدر ہے تو وہ ہو کے رہے گا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ بھی دعا کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے خدا ہم تجھ سے ہی اپنے اس سفر میں بھلائی اور تقویٰ چاہتے ہیں تو ہمیں ایسے نیک عمل کرنے کی توفیق دے جو تجھے پسند ہیں۔ اے ہمارے خدا تو ہی ہمارا یہ سفر آسان کر دے اور اس کی دوری کو لپیٹ دے۔ "دُوری کو لپیٹ دے" کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر دُور کا سفر نظر آتا ہے لیکن جلدی سے طے ہو جائے اور رستہ کی دقتوں کی وجہ سے لمبا سفر معلوم نہ ہو۔ پھر عرض کرتے ہیں: اے ہمارے خدا تو سفر میں ہمارے ساتھ ہو اور پیچھے گھر میں خبر گیر ہو جا۔ اے ہمارے خدا میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی سختیوں سے، ناپسندیدہ

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

اور بے چین کرنے والے مناظر سے، مال اور اہل وعیال میں برے نتیجے سے اور غیر پسندیدہ تبدیلی سے۔

حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک چیز کا خیال رکھا ہے، ایک ایک چیز میں ہمیں دعائیں سکھائیں۔ اللہ بے انتہاء رحمتیں نازل فرمائے آپ پر کہ آپ نے ایک چھوٹی سی چیز کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ ”سفر میں بے چین کر دینے والے مناظر سے“۔ بعض دفعہ رستے چلتے بہت ہی دردناک حادثہ دکھائی دیتا ہے جس سے انسان کی طبیعت بے چین ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اور بھی بے چین کرنے والے مناظر سفر کے دوران پیش آتے ہیں تو آنحضور ﷺ نے فرمایا یہ بھی دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ ایسے مناظر سے تمہیں بچالے اور پھر اہل وعیال میں برے نتیجہ سے اور غیر پسندیدہ تبدیلی سے۔ یہ نہ ہو کہ ہم لوٹیں تو ہمارے اہل وعیال میں کوئی ایسی تبدیلی واقع ہو چکی ہو جو ناپسندیدہ ہو۔ پھر جب آپ سفر سے واپس آتے تو یہی دعا کرتے اور اس میں یہ زیادتی فرماتے: ہم واپس آئے ہیں توبہ کرتے ہوئے، عبادت گزار اور اپنے رب کی تعریف میں رطب اللسان بن کر۔

(صحیح مسلم کتاب الحج)

ایک روایت مسلم کتاب الذکر میں حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص کسی مکان میں رہائش اختیار کرتے یا کسی جگہ پڑاوٗ ڈالتے وقت یہ دعا مانگے کہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اور اس شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے پناہ چاہتا ہوں تو اس شخص کو یہاں کی رہائش ترک کرنے یا اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

اب میں آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات اور آپ کی مہمان نوازی کے بعض واقعات جو آپ کے خدام نے بیان کئے ہیں پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فتح اسلام میں جو ابتدائی زمانہ کی کتاب ہے وہ تمام شاخیں بیان کر دی ہیں جن کا جماعت سے، مہمان نوازی سے، آنے والوں سے، جانے والوں سے، ہر قسم کے مستقبل میں جماعت کی ضرورتیں پیش آنے سے، تبلیغی مسائل میں ان کو فائدہ پہنچانے والی باتوں سے آگاہ فرما دیا ہے اور پانچ شاخیں بیان کی ہیں جن میں ہر شاخ کے متعلق الگ الگ نصیحت ہے۔

”تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں“۔ اس میں آپ نے ان کو بھی شامل فرما لیا جو دیگر اغراض کی وجہ سے۔ اس لئے یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ کیا غرض لے کر آیا ہے۔ اگر وہ اپنی دنیوی غرض سے بھی آگیا ہے تو اس کی بھی عزت و تکریم کی جائے۔ ”جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ یہ شاخ بھی برابر نشو و نما میں ہے اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہونگے“۔

اب تو سب دنیا میں لکھو کھہا مہمان آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان کے طور پر ہر جگہ دنیا میں جلسے ہو رہے ہیں، ہر جگہ مہمان نوازی کے مواقع پیدا ہو رہے ہیں اس لئے بلا شبہ میرے اندازہ کے مطابق کم سے کم دس لاکھ مہمان تو اس زمانہ میں ضرور ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستر خوان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اُس زمانہ میں دیکھیں کہ سات سالوں میں ساٹھ ہزار لیکن سوال یہ ہے کہ اُس زمانہ میں خدمت کرنے والے کتنے تھے۔ بہت ہی کم اور جو چند ایک خدمت کرنے والے تھے ان میں سب سے زیادہ خدمت کرنے والے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ تو بے انتہاء بوجھ تھا تمام کاموں کا لیکن اس کے باوجود مہمان نوازی کو آپ نے نظر انداز نہیں فرمایا۔

فرماتے ہیں: ”جس قدر ان میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہنچایا گیا اور ان کے مشکلات حل کر دئے گئے اور ان کی کمزوری کو دور کر دیا گیا، اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے“۔ اپنی طرف سے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی سب سے بڑھ کر مہمان نوازی یہی کی کہ ان کو نصیحتیں کر کے، ان کے اندرونی حالات کی اصلاح فرمائی۔ ”مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں“۔ اور آج کل اس کا بھی سلسلہ سب دنیا میں پھیل چکا ہے۔ ”یا اپنی طرف سے محل اور موقع کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت“۔ یعنی تحریری پیغام پہنچانے کی نسبت۔ ”نہایت مفید اور مؤثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے“۔ (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ ۱۴، ۱۵)۔ چنانچہ ابھی اپنے حالیہ انڈونیشیا کے دورہ میں بھی میں نے یہی بات دیکھی کہ تحریریں پھیلانا اور بات ہے لیکن خود سوالات کا موقع دیا جائے، بات کی جائے، سمجھایا جائے، یہ بات ہی اور ہے، اس کا اثر تحریری اشاعت کے مقابل پر بالکل مختلف ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں ۱۹۰۱ء میں ہجرت کر کے قادیان چلا آیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو ساتھ لایا اس وقت میرے دو بچے محمد منظور عمر پانچ سال اور عبد السلام عمر ایک سال تھے۔ پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے وہ کمرہ رہنے کے واسطے دیا جو حضور کے اوپر والے مکان میں حضور کے رہائشی صحن اور کوچہ بندی کے اوپر والے صحن کے درمیان تھا۔ اس میں صرف دو چھوٹی چارپائیاں بچھ سکتی تھیں۔ چند ماہ ہم وہاں رہے اور چونکہ ساتھ ہی برآمدہ اور صحن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت رہتے تھے اس واسطے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بولنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

ایک شب کا ذکر ہے کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت ام المومنین حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بی بی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ اب یہ ہے تو قصہ مگر اس قصہ میں مہمان نوازی کی بہت ہی اعلیٰ تمثیل بیان ہوئی ہے۔ فرماتے ہیں وہ قصہ یہ تھا جو میں ملحقہ کواٹروں میں ساری بات اچھی طرح سن رہا تھا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عجیب دلنشین قصہ یہ ہے۔ ایک دفعہ ایک جنگل میں ایک مسافر کو شام ہوئی۔ رات اندھیری تھی، قریب کوئی بستی اسے دکھائی نہ دی۔ وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرندے کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آبیٹھا ہے، یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے۔ اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیتے ہیں تاکہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ سارا آشیانہ تنکا تنکا نیچے پھینک دیا۔ اس مسافر نے غنیمت جانا اور ان سب لکڑیوں کے تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر اس پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہئے کہ اسے کچھ کھانے کو بھی دیں۔ اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھالے۔ چنانچہ ان پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔

اب اس روایت کا حضرت اماں جان سے بیان کرنے کا مطلب یہ تھا کہ جتنی بھی تنگی ہو اس کو بہر حال ہمیں برداشت کرنا ہے۔ مہمان نوازی کی خاطر ہماری جان بھی جائے تو حاضر ہے اور یہ بات سن کر اس کے بعد حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا۔ اسی طرح گھر بھرا ہوا تھا کہ گویا تل دھرنے کو جگہ نہ ہو اور اس کے باوجود مہمان نوازی کے تمام تقاضے پورے کرتی رہیں۔ خدا کے فضل سے ہم نے اسی سنت کو ربوہ کے جلسہ میں دیکھا ہے کہ اس کثرت سے مہمان پھنسے ہوئے ہوتے تھے اور اللہ کے فضل سے بڑے بڑے مخلص احمدی جو دنیاوی بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے وہ بھی ایسی جگہوں میں ٹھہرنے میں فخر محسوس کیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے جنرل اختر ملک بھی بہت بڑے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود اصرار کیا کرتے تھے کہ میں ایسی جگہوں میں ہی ٹھہروں گا۔ تو آج کے زمانہ میں بھی بہت سہولتیں ہو چکی ہیں مگر یاد رکھیں ان باتوں کو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو جماعت نے ہمیشہ بڑی محبت اور وقار کے ساتھ دیکھا ہے اور اس پر پورا عمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب بھی آپ ان کوششوں کو جاری رکھیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ شروع میں جب مہمانوں کی زیادہ کثرت نہیں تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحت بھی نسبتاً بہتر تھی آپ اکثر مہمانوں کے ساتھ اپنے مکان کے مردانہ حصہ میں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور کھانے کے دوران میں ہر قسم کی بے تکلفانہ گفتگو جاری رہتی گویا ظاہری کھانے کے ساتھ علمی اور روحانی کھانے کا دستر خوان بھی بچھ جاتا تھا۔ ایسے موقعوں پر آپ عموماً ہر مہمان کا خود ذاتی خیال رکھتے تھے اور اس بات کی نگرانی فرماتے تھے کہ اگر کبھی دستر خوان پر ایک سے زیادہ کھانے ہوں تو ہر شخص کے سامنے دستر خوان کی ہر چیز پہنچ جائے عموماً ہر مہمان کے متعلق دریافت فرماتے رہتے تھے کہ کسی

خاص چیز مثلاً دودھ یا چائے یالسّی یاپان کی عادت تو نہیں اور پھر حتی الوسع ہر ایک کے لئے اس کی عادت کے موافق چیز مہیا فرماتے تھے۔ بعض اوقات اگر آپ کو معلوم ہو تا کہ کسی مہمان کو اچار کا شوق ہے اور اچار دستر خوان پر نہیں ہو تا تھا تو خود کھانا کھاتے کھاتے اٹھ کر اندرون خانہ تشریف لے جاتے اور اندر سے اچار لا کر ایسے مہمان کے سامنے رکھ دیتے۔ اور چونکہ آپ بہت تھوڑا کھانا کھاتے تھے اور جلد سیر ہو جاتے تھے اس لئے آپ سیر ہونے کے بعد بھی روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے منہ میں ڈالتے جاتے تھے تاکہ مہمان یہ سمجھ کر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھانا کھا رہے ہیں اپنے کھانے میں بے تکلفی سے مصروف رہیں۔

ایک اور روایت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کی ذکر حبیب میں مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب مہمانوں کی خاطر داری کا بہت اہتمام رکھا کرتے تھے۔ جب تک تھوڑے مہمان ہوتے تھے آپ خود ان کے کھانے اور رہائش وغیرہ کا انتظام کیا کرتے تھے۔ جب مہمان زیادہ ہونے لگے تو خدام حافظ حامد علی صاحب، میاں نجم الدین صاحب وغیرہ کو تاکید فرماتے تھے کہ دیکھو مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ان کی تمام ضروریات خورونوش اور رہائش کا خیال رکھا کرو۔ بعض کو تو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ سب کو واجب الاحترام جان کر تواضع کرو۔ سردی کا موسم ہے، چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا احسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کر دو۔

اب سیرت مہدی میں ایک اور روایت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت الفکر میں مسجد مبارک کے ساتھ والا حجرہ جو حضرت صاحب کے مکان کا حصہ ہے لیٹے ہوئے تھے اور میں پاؤں دبا رہا تھا۔ یہ روایت عبداللہ سنوری صاحبؓ کی ہے۔ حجرہ کی کھڑکی پر لالہ شرمپت یا شاید ملاوامل نے دستک دی۔ میں اٹھ کر کھڑکی کھولنے لگا مگر حضرت صاحب نے بڑی جلدی سے اٹھ کر تیزی سے جا کر مجھ سے پہلے زنجیر کھول دی اور پھر اپنی جگہ بیٹھ گئے اور فرمایا آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرو۔

ملفوظات میں ایک روایت ہے سید حبیب اللہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آگیا ہوں۔

ایسا ہی ایک مرتبہ ۲۲/اکتوبر ۱۹۰۴ء کو فرمایا کہ لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مدنظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دستکش نہ ہونا کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مدنظر رکھیں"۔

اب یہ ایک بہت ہی پیارا کلمہ ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس کا حق ہے فرمایا ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ضرورت کو مدنظر رکھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حق کو بہت استعمال فرمایا۔" بعض وقت کسی کو بیت الخلاء کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے تکلیف ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔ میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں اس لئے معذور ہوں مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائم مقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں"۔

مفتی محمد صادق صاحب ایک اور روایت میں بیان کرتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا۔ غالباً ۱۸۹۷ء یا ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہو گا۔ مجھے حضرت صاحب علیہ السلام نے مسجد مبارک میں بٹھایا جو کہ اس وقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ فرمایا کہ آپ بیٹھیے میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے مگر چند منٹ کے بعد جب کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے ہیں۔ مجھے دے کر فرمایا کہ آپ کھانا کھایئے میں پانی لاتا ہوں۔ بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتدا و پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہئے۔

ایک اور روایت سیٹھی غلام نبی صاحب کے متعلق ہے۔ ایک بہت شریف اور بڑے غریب مزاج احمدی تھے، چکوال کے رہنے والے تھے مگر راولپنڈی میں دکان کیا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ سردی کا موسم تھا اور کچھ بارش بھی ہو رہی تھی۔ میں شام کے وقت قادیان پہنچا۔ رات کو جب میں کھانا کھا کر لیٹ گیا اور کافی رات گزر گئی اور قریباً بارہ بجے کا وقت ہو گیا تو کسی نے میرے کمرہ کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے تھے۔ ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ حضور کو دیکھ کر میں گھبرا گیا مگر حضور نے بڑی شفقت سے فرمایا کہیں سے دودھ آگیا تھا میں نے کہا آپ کو دے آؤں۔ آپ یہ دودھ پی لیں، آپ کو شاید دودھ کی عادت ہو گی اس لئے آپ کے لئے لے آیا ہوں۔ سیٹھی صاحب کہا کرتے تھے کہ میری آنکھوں میں آنسو امڈ آئے کہ سبحان اللہ کیا اخلاق ہیں۔ یہ خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے خادموں تک کی خدمت اور دلداری میں کتنی لذت پاتا ہے اور کتنی تکلیف اٹھاتا ہے۔

ایک روایت الحکم میں چھپی ہے ۱۹۰۲ء میں یہ شائع ہوئی تھی منشی عبدالحق صاحب جب تک یہاں رہے حضرت کی مہمان نوازی کے معترف رہے اور اس کا ان کے قلب پر خاصا اثر تھا۔ میں نے ان ایام میں دیکھا کہ حضرت قریباً روزانہ منشی عبدالحق صاحب کو سیر سے واپس لوٹتے وقت یہ فرماتے کہ آپ مہمان ہیں آپ کو جس چیز کی تکلیف ہو مجھے بے تکلف کہیں کیونکہ میں تو اندر رہتا ہوں اور نہیں معلوم ہو تا کہ کسی کو کیا ضرورت ہے۔ آج کل مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے بعض اوقات خادم بھی غفلت کر سکتے ہیں۔ آپ اگر زبانی کہنا پسند نہ کریں تو مجھے لکھ کر بھیج دیا کریں۔ مہمان نوازی تو میرا فرض ہے۔

اب کسی کو یہ خیال گزرے کہ میں تو آرام سے الگ رہتا ہوں اور سارے لوگ مہمان نوازی میں جتے ہوئے ہیں۔ اب یہ زمانہ بدل چکا ہے۔ ہزاروں لاکھوں مہمان سلسلہ کے آتے رہے ہیں۔ قادیان میں بھی یہاں بھی ہزارہا آتے ہیں، انڈونیشیا میں بھی۔ مگر میرے لئے ممکن نہیں ہے کہ ہر آنے والے کے لئے اٹھ کر خود پیش کروں اور اس طرح خدمت کروں مگر اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرنے کی بیحد کوشش کیا کرتا تھا۔ مجھے یاد ہے ہمارے گھر بہت کثرت سے مہمان آکر مجلس لگایا کرتے تھے اور غالباً حضرت مرزا صاحب (مکرم مرزا عبدالحق صاحب مراد ہیں۔مرتب) بھی کبھی ان کی مجلس میں شامل ہوتے ہوں۔ اس وقت جہاں تک ممکن تھا ان کے لئے خود اندر سے چیزیں لا کر کھانا پیش کیا کرتا تھا، مشروب پیش کیا کرتا تھا اور بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ بیوی کی طبیعت خراب تھی یا نوکرانی گھر پہ نہ ہوتی تو میں خود ان کے لئے روٹی پکاتا اور وہ روٹی لے کر ان کے سامنے پیش کیا کرتا تھا۔ یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ اب میرے اور حالات ہیں اب آپ سب لوگ جو خدمت کر رہے ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام ہیں اور میری نمائندگی میں ہی ایسا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

اب مہمانوں میں سے، احمدی مہمانوں میں سے بھی جو خوشحال ہوا کرتے تھے ان کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر قسم کا تکلف بھی کیا کرتے تھے۔ مثلاً ایک دفعہ محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد، دکن سے ایک جماعت لے کر آئے۔ سید صاحب ان ایام میں ایک خاص جوش اور اخلاص رکھتے تھے۔ حیدر آبادی لوگ عموماً ترش سالن کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ آپ نے خاص طور پر حکم دیا کہ ان کے لئے مختلف قسم کے کھٹے سالن تیار ہوا کریں تاکہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ ایسا ہی سیٹھ اسماعیل آدم، بمبئی سے آئے تو ان کے لئے بلاناغہ دونوں وقت پلاؤ اور مختلف قسم کے چاول تیار ہوتے تھے کیونکہ وہ عموماً چاول کھانے کے عادی تھے۔ مخدومی حضرت سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان ایام میں قادیان میں ہی تھے۔ غرض آپ اس کا انتظام کیا کرتے تھے کہ مہمان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

حضرت مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے اپنے واقعہ کا خود اپنی قلم سے ذکر کیا ہے جو ان کی کتاب تائید حق میں چھپا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو بہت تعجب سا گزرا۔ ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بری عادت تھی۔ امرتسر میں تو پان ملا لیکن بٹالہ میں مجھ کو کہیں پان نہ

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
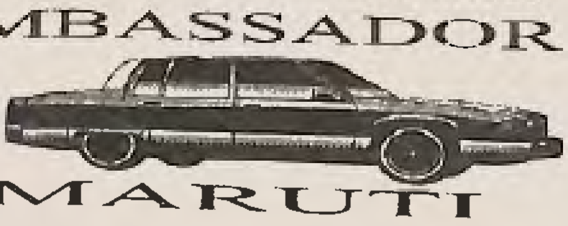
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
☎ دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

ملا۔ناچار الائچی وغیرہ کھاکر صبر کیا۔ میرے امر تسر کے دوست نے کمال کیا کہ حضرت مرزا صاحب سے نامعلوم کس وقت میری اس بری عادت کا تذکرہ کر دیا۔ جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی روانہ کیا۔ دوسرے دن گیارہ بجے دن کے وقت جب کھانا کھا چکا تو پان موجود پایا۔ سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا تھا۔

اب یہ بھی بہت ہی ایک خاص انداز کی روایت ہے۔ بعض لوگ مہمان نوازی سے ناجائز فائدہ بھی اٹھالیتے ہیں۔ بستر دیا ہے ان کو تو بستر ہی لے کر غائب ہو گئے۔ تو ایک دفعہ ایک مہمان آیا جس کے متعلق مہمان نواز کو حضرت حافظ حامد علی صاحب کو شک تھا کہ یہ ایسا ہی ہے اور اس کو لحاف وغیرہ دیا تو لے کر بھاگ جائے گا۔ اس پر حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ اس کو لحاف نہیں دینا چاہئے۔ آپؑ نے فرمایا اگر یہ لحاف لے جائے گا تو اس کا گناہ اس کو ہوگا اور اگر بغیر لحاف کے سردی سے مر گیا تو اس کا گناہ ہمیں ہوگا تو بہتر ہے کہ اس کا گناہ اسی کو ہو اس کی وجہ سے ہمیں گناہ نہ پہنچے۔

۲۶/جولائی ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور کی ایک روایت جو ملفوظات میں درج ہے یہ ہے۔ یہاں ہدایت اللہ صاحب احمدی شاعر لاہور پنجاب جو کہ حضرت اقدس کے ایک عاشق صادق تھے۔ اپنی اس پیرانہ سالی میں بھی چند دنوں سے گورداسپور آئے ہوئے تھے۔ آج انہوں نے رخصت چاہی جس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ جاکر کیا کریں گے۔ یہاں رہئے اکٹھے چلیں گے۔ آپ کا یہاں رہنا باعث برکت ہے۔ اگر کوئی تکلیف ہو تو بتلا دو اس کا انتظام کر دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد آپ نے عام طور پر جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ کسی ضرورت کا علم اہل عملہ کو نہ ہو اس لئے ہر ایک شخص کو چاہئے کہ جس شے کی اسے ضرورت ہو بلا تکلف کہہ دے اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے تو وہ گنہگار ہے۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔

پس آنے والے مہمانوں کو میں حضور کی یہ نصیحت اس لئے سنا رہا ہوں کہ اس خیال سے کہ تکلیف نہ ہو، اپنی ضرورت کی جس کی ان کو عادت ہو جماعت کے سامنے اس کا ذکر کر دیا کریں اور ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تنبیہ کی ہے کہ اگر وہ اس کو تکلف سے چھپائیں گے تو یہ گنہگاری ہے"۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے"۔ بعد ازیں حضرت اقدس نے میاں ہدایت اللہ صاحب کو خصوصیت سے سید سرور شاہ صاحب کے سپرد کیا کہ ان کی ہر ضرورت ان کو بہم پہنچائیں۔

تعلیم الاسلام احمدیہ پبلک سکول ہاری پاری گام (کشمیر) میں سیرۃ النبی ﷺ کا جلسہ

تعلیم الاسلام احمدیہ اسکول ہاری پاری گام میں ایک سیرتی مجلس کا انعقاد زیر صدارت مکرم غلام نبی صاحب ڈار صدر جماعت احمدیہ ہاری پاریگام ہوا جلسہ میں لوگوں کی ایک بھاری تعداد نے شرکت کی جس میں عورتوں کی ایک خاصی تعداد بھی تھی اور ان کے بیٹھنے کا انتظام بھی الگ سے کیا گیا تھا۔ غیر احمدی دوست بھی بطور سامعین شریک ہوئے۔

سکول ہذا کے تقریباً پچاس بچوں نے سیرتی مضامین پڑھے اور نعت خوانی کی۔ کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اس کے بعد مکرم خورشید احمد راتھر صاحب سیکرٹری تعلیم کمیٹی نے سیرت پاک پر روشنی ڈالی۔ مکرم غلام نبی ڈار صاحب صدر جماعت نے تقریر کی۔ بعد میں امتیازی پوزیشن حاصل کرنے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے آخر پر مختصر الفاظ میں پرنسپل سکول ہذا نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس مجلس میں شرکت کی۔

(پرنسپل تعلیم الاسلام ہائی سکول ہاری پاری گام کشمیر)

دُعائے مغفرت

خاکسار کے پھوپھی زاد بھائی مکرم یوسف حسین صاحب آف حیدر آباد کی اہلیہ محترمہ مہتاب بانو صاحبہ مورخہ 8اگست 2000 کو بعمر 65سال حرکت قلب بند ہو جانے سے اچانک وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نیک فطرت خاموش طبع ہونے کے ساتھ ساتھ ملنسار بھی تھیں۔ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا شادی شدہ ہے برادرم یوسف حسین صاحب کو اپنی 40سالہ رفیقہ حیات کی اچانک جدائی کا بہت صدمہ ہے اللہ تعالیٰ انہیں اور بچوں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں مقام قرب نصیب ہو۔ قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد انعام غوری ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

میری والدہ محترمہ سیدہ صالحہ خاتون صاحبہ اہلیہ مکرم محمد یونس صاحب مرحوم آف بھدرک مورخہ 23.8.2000 بوقت شب اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ موصیہ تھیں آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، ملنسار، بیحد مہمان نواز اور بہت سارے اوصاف حمیدہ کی مالک تھیں۔ والد صاحب بقضائے الٰہی گذشتہ سال فوت ہو گئے تھے یکے بعد دیگرے والد صاحب اور والدہ صاحبہ کی وفات ہمارے لئے بیحد صدمہ کا باعث ہے۔ موصوفہ نے اپنے پیچھے چار بیٹے ایک بیٹی دو بہو اور بہت سارے پوتے پوتیاں چھوڑ گئی ہیں۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ والد صاحب والدہ صاحبہ ہر دو پر خاص اپنا فضل اور رحم فرماتے ہوئے ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے نیز بیٹی کے رشتہ نیک ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(گوتم احمد بھدرک اڑیسہ)

میشوار (کشمیر) میں احمدیہ مسجد کی سنگ بنیاد

مورخہ ۲۰ مئی ۲۰۰۰ کو موضع میشوار تحصیل شوپیان کشمیر میں جہاں صرف چند احمدی گھرانے ہیں پہلی مرتبہ مسجد احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی ہے پتھر رکھنے والوں میں مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ، غلام رسول شاہ صاحب، محمد رؤف صاحب، مکرم محمد رمضان صاحب معلم شامل تھے اس موقعہ پر محمد رئیس نے اذان دی اور پھر اجتماعی دُعا کرائی گئی اللہ تعالیٰ اس مسجد کو جماعت کیلئے بابرکت ثابت کرے اور سعید روحوں کو نیک ہدایت دے آمین۔

(غلام رسول شاہ صدر جماعت احمدیہ میشوار تحصیل شوپیاں)

اعلان نکاح

مورخہ 28.8.2000 کو عزیزہ نصرت آرا صاحبہ بنت مکرم عبدالقیوم صاحب فانی آف بھدرواہ کا نکاح عزیزم نثار احمد صاحب ڈار ولد مکرم محمد رمضان صاحب ڈار (معلم وقف جدید) نے ناصر آباد کشمیر کے ساتھ بعوض اٹھارہ ہزار روپے مہر پر محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت قادیان نے مسجد مبارک میں بعد نماز عصر پڑھا اس خوشی میں مکرم نثار احمد صاحب ڈار معلم وقف جدید نے -/50روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں اللہ تعالیٰ اس رشتے کو دونوں خاندانوں کیلئے بابرکت کرے آمین۔

(محمد یوسف انور استاد مدرسہ احمدیہ قادیان)

نمایاں کامیابی اور درخواست دُعا

عنبر غوری بنت مکرم سیف الملوک غوری و مسز نبیلہ غوری نے A-Level کے امتحان میں 3As حاصل کئے ہیں جبکہ GCSE میں اس نے 11As لئے تھے۔ اُسے کو مبز گرلز سکول میں ہیڈ گرلز ہونے کا بھی اعزاز حاصل تھا۔ مزید تعلیم کیلئے اسے کنگز کالج میں قانون پڑھنے کے لئے داخلہ ملا ہے وہ مکرم ظفر غوری صاحب اور مسز اے ایس تنویر غوری صاحبہ کی پوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

(بشیر الدین سامی۔ نمائندہ بدر برطانیہ)

درخواست دُعا

مکرم عبدالقادر صاحب آف کنڈور آندھرا پردیش حال مقیم نظام آباد کی صحت والی درازیٔ عمر کیلئے نیز پریشانیوں کے ازالہ کیلئے اور بھتیجی ونواسے کی صحت و تندرستی دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے اور نواسی نیرہ نور پلس ون کر رہی ہے پڑھائی میں نمایاں کامیابی کیلئے اور نیک رشتہ ملنے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(شبیر احمد یعقوب متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

مورخہ 8.8.2000 بوقت شب اختر جہاں صاحبہ اہلیہ سیٹھ سید جہانگیر احمد صاحب کاچیگوڑہ حیدر آباد ، کن وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ موصیہ تھیں 9.8.2000 کو فلک نما میں امانتاً دفن کیا گیا ہے مرحومہ کی بلندیٔ درجات اور مغفرت کیلئے دعا کی درخواست ہے اعانت بدر -/50روپے۔

(محمد ابراہیم خان قادیان)

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی   اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

بقیہ صفحہ: (۲)

(۷) ویسٹرن صحارا (Western Sahara): اس ملک میں جماعت کے قیام کا منصوبہ سینیگال جماعت کے سپرد کیا گیا تھا۔ الحمد للہ امسال انہوں نے یہاں کامیابی حاصل کرلی ہے اور اس ویسٹرن صحارا کے بارڈر کے علاقہ میں بھی ان لوگوں نے ایک تبلیغی یورش کی ہے۔ وہاں ایک معلم بیمار ہوگئے جن کو واپس آنا پڑا۔ لیکن دوسرے معلم نے اپنا پروگرام جاری رکھا اور تیرہ افراد پر مشتمل تین فیملیز نے احمدیت قبول کرلی ہے۔

(۸) جبوتی (Djibuti): یہ ملک کینیا جماعت کے سپرد کیا گیا تھا۔ کینیا نے یہاں تبلیغی وفود بھجوائے۔ آخری اطلاع کے مطابق جبوتی میں بیعتوں کی تعداد پچاس ہزار سے بڑھ چکی ہے اور ابھی بیعتوں کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

(۹) اریٹیریا (Eritrea): براعظم افریقہ کا یہ ملک بھی کینیا جماعت کے سپرد کیا گیا تھا۔ الحمد للہ کہ کینیا سے جانے والے وفود کو اس ملک کے پہلے سفر میں ہی عظیم الشان کامیابیاں حاصل ہوئیں ہیں اور اس وقت تک چھتیس ہزار چھ صد (۳۶۶۰۰) بیعتیں ہوچکی ہیں۔

(۱۰) کوسووو (Cosovo): نئے ممالک میں احمدیت کو پھیلانے میں جماعت جرمنی نے بھی نمایاں خدمت سرانجام دی ہے۔ قبل ازیں یہ آٹھ ممالک میں جماعت قائم کرچکے ہیں۔ یہ نواں ملک ہے جہاں امسال انہوں نے کامیابی حاصل کی ہے اور اکیس (۲۱) بیعتوں کے ساتھ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

(۱۱) موناکو (Monoco): اس ملک میں نفوذ جماعت احمدیہ فرانس کے سپرد تھا۔ الحمد للہ کہ انہوں نے پہلے تبلیغی سفر میں کامیابی حاصل کی ہے۔ یکم جون ۲۰۰۰ء کو چار افراد پر مشتمل قافلہ اس ملک کے دورہ پر روانہ ہوا تھا۔ وفد کے ممبران دوران سفر مسلسل دعائیں کرتے رہیں اور درود شریف پڑھتے رہے۔ موناکو میں قیام کے دوران مختلف لوگوں سے تبلیغی رابطے کئے اور پیغام حق پہنچایا۔ اپنا لٹریچر اور ہوٹل کا ایڈریس تقسیم کیا۔ صبح نماز فجر تک وہاں پر آنے والے لوگوں سے گفت و شنید جاری رہی۔ ان سے سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ نماز فجر کے بعد ان میں سے دو افراد خدا کے فضل سے اسلام قبول کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ پھر ان سے گھروں میں تبلیغی نشست منعقد کی گئی اور پانچ افراد پر مشتمل ایک فیملی نے بیعت کرلی اور موناکو میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

(۱۲) اندورا (Andora): یہ ملک دوران سال فرانس جماعت کے سپرد کیا گیا تھا۔ یہاں بھی اللہ کے فضل سے فرانس جماعت نے کامیابی حاصل کرلی ہے۔ یکم جولائی ۲۰۰۰ء کو چار افراد پر مشتمل وفد اس ملک کے دورہ پر روانہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو مساجد کے اماموں سے رابطہ ہوا۔ ان میں سے ایک امام پروفیسر ہیں اور دوسرے ایک مقامی تنظیم کے صدر بھی ہیں۔ ان کے ذریعہ تبلیغی پروگرام منعقد ہوئے۔ سوال و جواب کی پہلی مجلس پانچ گھنٹے جاری رہی۔ اگلے روز دو گھنٹے تک تبلیغی مجلس اور سوال و جواب کا پروگرام ہوا۔ اس کے بعد لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس مجلس میں بعض کی آنکھوں سے آنسو جاری رہے۔ اسی دن شام کو دونوں امام ہوٹل آئے اور کہا کہ آپ ہماری بیعت لے لیں۔ ہم احمدیت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مزید بیعت فارم بھی لئے اور کہا کہ اب ہم احمدیت کے پیغام کو آگے پہنچائیں گے اور یہاں جماعت کو بڑھانے اور مستحکم کرنے کے لئے کوشش کریں گے۔

وفد نے وزارت خارجہ اور دیگر اعلیٰ حکام سے بھی ملاقات کی اور انہیں جماعتی کتب پیش کیں۔ وفد کو وہاں کی کابینہ کی طرف سے ملک کا جھنڈا پیش کیا گیا۔ (یہ جھنڈا بھی باہر نصب کردیا گیا ہے)۔

ساؤتھ افریقہ سے دو وفود لیسوتھو (Lesitho) کا دورہ کرکے آئے ہیں۔ اور امسال وہاں ۲۴ بیعتیں ہوئی ہیں اور جماعت مستحکم ہوچکی ہے۔

یو۔کے۔ سے مکرم عطاء المجیب صاحب راشد اور مکرم ابراہیم نونن صاحب نے آئس لینڈ (Ice Land) کا دورہ کیا اور یہاں مضبوط رابطے ہوئے لیکن یہاں غالباً ابھی جماعت قائم نہیں ہوئی۔

ناروے اور سویڈن کے وفود نے فن لینڈ (Fin Land) کا دورہ کیا اور وہاں مقیم احمدی احباب سے رابطے کرکے ان کو وہاں مضبوط کیا۔

ڈنمارک سے ایک وفد نے فیرو آئی لینڈ (Faroe Island) کا دورہ کیا۔

جرمنی سے ایک وفد نے Hungary، Romania اور Moldova ممالک کا دورہ کیا۔

کینیڈا کے ایک وفد نے Ecuador اور Jamaica کا دورہ کیا۔ ان کو کامیابی سے تبلیغی مجالس کے نتیجہ میں جمیکا سے ۶۶ بیعتیں حاصل ہوئیں۔

نئے ممالک میں نفوذ کے ساتھ دنیا بھر میں مساجد اور تبلیغی مراکز کا اضافہ

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ: مساجد اور تبلیغی مراکز کے اضافہ میں افریقہ اور ہندوستان کی جماعتیں سب دنیا پر سبقت لے گئی ہیں۔ ان ممالک میں چھوٹی چھوٹی مساجد اور ساتھ تبلیغی و انتظامی مراکز بہت کم خرچ پر بنائے جاسکتے ہیں۔ جبکہ بڑے بڑے مغربی ممالک میں یہ صورتحال نہیں ہے۔ وہاں بڑے اخراجات اور بڑی جگہوں کی ضرورت پڑتی ہے تاہم مغربی ممالک کو بھی نظر انداز نہیں کیا جارہا۔

☆ ...... امریکہ میں ایسے تبلیغی مراکز کی تعداد ۳۶ ہوچکی ہے اور کینیڈا میں دس ہے۔

☆ ...... امریکہ میں امسال Detroit اور Dallas میں مسجد کی تعمیر کے منصوبہ میں مزید کاروائی ہو رہی ہے۔

☆ ...... ورجینیا (Virginia) میں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں نقشہ تیار کرلیا گیا ہے جو ابھی منظوری کے مراحل میں ہے۔

☆ ...... ہیوسٹن (Houston) میں مسجد اور تبلیغی مرکز کے لئے نقشہ کو آخری شکل دی جاچکی ہے۔

☆ ...... میری لینڈ (Mary Land) میں مسجد سے ملحقہ 7.8 ایکڑ زمین خریدلی گئی ہے۔ اس جگہ ایک بڑا ہال اور مہمان خانہ بنانے کا منصوبہ ہے۔

☆ ...... سیاٹل (Seattle) میں بھی مسجد کے لئے ایک پلاٹ خریدا جاچکا ہے۔

☆ ...... کینیڈا میں ٹورانٹو سے نیاگرا فال جانے والی شاہراہ پر ایک ایکڑ رقبہ پر مشتمل ایک پلاٹ خریدا گیا ہے۔

☆ ...... آسٹریلیا میں برزبین شہر میں جماعت کو اپنا دوسرا تبلیغی مرکز تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ ساڑھے دس ایکڑ قطعہ زمین خریدا گیا ہے، جس میں ۵۶۰ مربع میٹر کے رقبہ پر تبلیغی مرکز اور عمارت کی تعمیر کی گئی ہے۔

☆ ...... جرمنی میں یکصد مساجد کی تعمیر کا منصوبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی سے رواں دواں ہے۔ اور امید رکھتے ہیں کہ دو تین سال میں اللہ تعالیٰ ان کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے گا۔

تراجم قرآن کریم و دیگر کتب

☆ ...... اس وقت تک طبع شدہ تراجم قرآن کریم کی تعداد ۵۳ ہے۔ اس کے علاوہ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے Sundanese زبان میں بیس پارے تک دس دس پارے کے دو حصے (Volume) طبع ہوچکے ہیں۔ اور تھائی زبان میں ایک تا دس پاروں کا پہلا Volume طبع ہوچکا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے چودہ (۱۴) زبانوں میں تراجم مکمل ہوچکے ہیں۔ بڑی احتیاط کے ساتھ نظر ثانی ہورہی ہے۔ ان کے ناموں کی فہرست یہ ہے:

Baule(۱)	(آئیوری کوسٹ)	Bete(۲)	(آئیوری کوسٹ)
Catalan(۳)	(سپین)	Etsako(۴)	(نائجیریا)
Hungarian(۵)	(ہنگری)	Jula(۶)	(آئیوری کوسٹ)
Kanri(۷)	(انڈیا)	Khamer(۸)	(کمبوڈیا)
Kikamba(۹)	(کینیا)	Kikongo(۱۰)	(کینیا)
Kiribati(۱۱)	(فجی)	Maori(۱۲)	(بورکینافاسو)
Uzbek(۱۳)	(ازبکستان)	Xhosa(۱۴)	(ساؤتھ افریقہ)

درج ذیل تین زبانوں کے لئے مستند مترجمین سے نمونے منگوا کر چیک کروائے جارہے ہیں:

Kazak(۱)	(قازاخستان)	Kirghiz(۲)	(قرغیزستان)
Kurdish(۳)	(کردستان)		

یہ سب ملا کر جب طبع ہوجائیں گے تو آئندہ تین سال تک میرا منصوبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان کو طبع کرسکیں گے تو کل تعداد ۹۰ ہوجائے گی۔

بعض زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم پر رویژن کیا جارہا ہے کیونکہ ابتدائی ترجمے میں بعض نمایاں غلطیاں رہ گئی تھیں۔ اب دوبارہ مزید احتیاط سے ان کا رویژن کیا جارہا ہے۔

اس کے علاوہ کثرت سے لٹریچر مختلف زبانوں میں طبع کیا جارہا ہے۔ کتب رسائل وغیرہ۔ ان کے تفصیلی ذکر کی یہاں ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام بھی بڑی عمدگی سے جاری ہے۔ کیونکہ یہ اعداد و شمار ایسے ہیں جن کو سنتے سنتے بعض لوگ تھک جاتے ہیں اس لئے میں بڑی تیزی سے ان سے گزر رہا ہوں۔

وکالت اشاعت کے تحت مختلف ممالک کو کتب کی ترسیل

☆ ...... وکالت اشاعت کی طرف سے دوران سال لندن سے مختلف ممالک کو ۹۱ ہزار ۵۲۶ کی تعداد میں متفرق کتب بھجوائی گئیں۔ اس کے علاوہ مختلف جماعتوں نے اپنی ضرورت کے مطابق جو لٹریچر شائع کیا ہے اس کی تعداد ۱۱ لاکھ ۲۱ ہزار ۲۰۹ ہے۔

☆ ...... اگلے سال کے لئے منصوبہ مکمل ہوچکا ہے اور اس پر اس وقت ہر جگہ دنیا میں بڑی تیزی سے عمل ہو رہا ہے کہ اگلے سال کے اختتام سے پہلے پہلے انشاء اللہ تمام دنیا کی ۱۰/۱ آبادی کو احمدی لٹریچر پہنچا دیا جائے گا۔

احمدیہ چھاپہ خانوں کا ذکر

رقیم پریس اسلام آباد کے انچارج ملک مظفر احمد صاحب کی نگرانی میں افریقن ممالک غانا، نائجیریا، گیمبیا، سیرالیون، آئیوری کوسٹ اور تنزانیہ میں ہمارے چھاپہ خانوں کی حالت دن بدن معیاری ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ان تمام چھاپہ خانوں کو گزشتہ سالوں میں جدید مشینوں کے ساتھ آراستہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ پرنٹنگ کے متعلق خام مال جو مغربی ممالک والے کئی گنا زائد قیمتوں میں فروخت کرتے ہیں ان کو نہایت سستا لیکن بہت اچھی حالت میں لے کر بھجوایا گیا۔ اور حکومت کے باقاعدہ پریس ہونے کے باوجود وہ ہمارے

معیار کو دیکھتے ہوئے اپنا لٹریچر جو حکومت شائع کرواتی ہے ہمارے پریسوں سے شائع کروا رہی ہے۔

☆...... رقیم پریس اسلام آباد سے ۲ لاکھ ۳۱ ہزار کی تعداد میں کتب و جرائد شائع ہو چکے ہیں۔

☆...... افریقہ کے احمدیہ چھاپہ خانوں سے ایک لاکھ ۸۲ ہزار تین صد کتب اور رسالے شائع ہو چکے ہیں۔

☆...... ان چھاپہ خانوں کے ذریعہ ہمسایہ ممالک کی ضروریات بھی پوری کی جا رہی ہیں۔

پریس اور میڈیا ڈیسک

دنیا کے مختلف رسائل اور جرائد میں جماعت کی خبریں شائع کرانا اور جھوٹے پراپیگنڈے کا جواب دینا بہت وسیع کام ہے۔ اس کام کا آغاز لندن میں چوہدری رشید احمد صاحب کے ذریعہ ہوا۔ ان کو انچارج مقرر کیا گیا۔ وہ اور ان کی ٹیمیں خدا کے فضل سے بڑی مستعدی سے یہ کام کر رہی ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن احمدیہ آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز

اس شعبہ کے انچارج عبد الرشید صاحب آرکیٹیکٹ ہیں۔ اور دوران سال ان لوگوں نے جو محنت کی ہے اور ان کی نگرانی میں جو وقار عمل ہوئے ہیں اس کے نتیجہ میں ۲ لاکھ ۶۵ ہزار پاؤنڈ کی بچت ہوئی ہے۔

تحریک وقفِ نو

تحریک وقف نو کا مختصر ذکر یہ ہے کہ ۲۰ ہزار ۵۱۵ کی کل تعداد ہے واقفین نو کی جن میں سے لڑکوں کی تعداد ۱۴ ہزار ۲۵۹ ہے اور لڑکیوں کی تعداد چھ ہزار ۲۵۶ ہے۔

لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد کا یہ تناسب قدرتی ان معنوں میں ہے کہ پیدائش سے پہلے بچے وقف کئے جاتے ہیں اور ماں باپ کو پتہ نہیں ہوتا کہ لڑکا ہو گا یا لڑکی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ لڑکے چونکہ جماعت کے زیادہ کام آ رہے ہیں، آسانی سے دنیا میں پھیلائے جا سکتے ہیں ان کی تعداد دگنی سے بھی زیادہ ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی باتیں آپ بہت سن چکے ہیں، دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ہومیو پیتھک کے بھی بہت سے لیکچر ہو چکے ہیں۔ یہ جو نئی کتاب کی اشاعت ہوئی ہے اس کا انگریزی ترجمہ کیا جا رہا ہے جس کے نتیجہ میں انشاء اللہ باقی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو سکے گا۔ نادار، ضرورتمندوں اور یتیموں کی مالی امداد وغیرہ کا سلسلہ حسب سابق بہت زور شور سے جاری ہے۔

ایم ٹی اے (M.T.A) نئے دور میں

مختلف ممالک میں ایم ٹی اے کے سٹوڈیوز بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔ دنیا بھر میں ہزار ہا احمدی مخلصین ہیں جو ایک دمڑی بھی جماعت سے نہیں لیتے۔ اپنے خرچ پر سفر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا میں ایم ٹی اے کے پروگرام مرتب ہو رہے ہیں۔

☆...... ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل نشریات کا پھیلاؤ بھی ہو چکا ہے اور اسے یورپ کے ڈیجیٹل نظام سے اور امریکہ کے ڈیجیٹل نظام سے بھی منسلک کر دیا گیا ہے۔

دیگر اداروں کا ایم ٹی اے کو خراج تحسین

حضور نے فرمایا کہ دوسرے ادارے جو دنیا کے دیگر ادارے ہیں ان میں MBC یعنی مڈل ایسٹ براڈکاسٹ سینٹر جو عرب دنیا کا ایک مشہور چینل ہے اس کے مقبول ترین پروگرام "بصراحۃ" کے جون ۲۰۰۰ء کے پروگرام میں سعودی شہزادے خالد نے اپنے دو مشیروں کے ساتھ شرکت کی۔ شہزادہ خالد MBC کے مالکوں میں سے ایک ہیں اور ٹی وی پروگرامنگ اور براڈکاسٹنگ کو سمجھتے ہیں۔ ٹی وی کے بارہ میں بات کرتے ہوئے ان کے ایک مشیر نے ایم ٹی اے کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

"ہم قادیانی چینل کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے وہ کام کیا ہے جو ساری مسلم دنیا مل کر بھی نہ کر سکی"۔

اسی طرح عربی چینل "الجزیرہ" (Aljazeera) کے ایک پروگرام "الشریعۃ والحیاۃ" میں گفتگو کرتے ہوئے شیخ القرضاوی نے کہا کہ جماعت احمدیہ ایک بہت ہی منظم جماعت ہے۔ ان کے اپنے ٹی وی چینل ہیں اور اس طرح دنیا میں ہر جگہ موجود ہے۔

چین کی خبر رساں ایجنسی نے بھی ہم سے رابطہ کیا ہے۔ اور کمپیوٹر گرافکس کا معیار اور نئی ٹیکنالوجی کا استعمال ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر کو سکھایا جا رہا ہے۔ وائلڈ لائف کے دستاویزی پروگرام بھی اب جماعت خود تیار کر رہی ہے ورنہ اگر باہر کے چینلز سے یہ پروگرام خریدے جائیں تو بہت مہنگے ملیں گے۔

MTA مرکزیہ کے اس وقت بارہ ڈیپارٹمنٹ ہیں جن میں مجموعی طور پر ۱۵۱ رضاکار روزانہ باری باری ۲۴ گھنٹے ٹرانسمیشن کے لئے مختلف طریق سے خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ اشاعت

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ جو اشاعت کا کام جاری ہے اس میں مختلف ممالک کے اپنے ٹیلی ویژن سٹیشنوں پر:

☆...... جماعت کے ۱۵۰۵ پروگرام نشر ہوئے۔ ان کو ۱۶۴۱ گھنٹے ۵ منٹ وقت دیا گیا۔

☆...... ریڈیو پر ۹۴۵ پروگرام نشر ہوئے۔ ان کو ۶۳۰ گھنٹے اور ۳۶ منٹ وقت دیا گیا۔

☆...... اسی طرح دنیا بھر کے ۶۶۴۔ اخبارات نے بھی جماعت سے متعلق بہت اچھے آرٹیکلز شائع کئے۔

نادار، ضرورتمندوں اور یتیموں کی مالی امداد

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ضرورتمندوں اور یتیموں کی مالی امداد میں بھی جماعت احمدیہ غیر معمولی خدمت کر رہی ہے۔ غریب افریقن ممالک کے علاوہ بنگلہ دیش میں بھی بہت کام ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کے غرباء میں بھی بہت کام ہو رہا ہے۔ افریقن ممالک میں لکھو کھہا ڈالرز کی امداد غربت اور بھوک مٹانے کے لئے دی جا رہی ہے۔ مریضوں کو خون کے عطیات دینے میں بھی جماعت احمدیہ ہر جگہ پیش پیش ہے۔

☆...... خدام الاحمدیہ انگلستان نے "Humanity First" کی جو بنیاد ڈالی تھی ابھی بھی یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے جاری ہے۔ دوران سال انہوں نے سیرالیون، لائبیریا اور تنزانیہ کے ہزارہا مستحقین کے لئے خوراک، کپڑے اور طبی امداد وغیرہ کا امدادی سامان مہیا کیا، سینکڑوں مریضوں کے آنکھوں کے کامیاب آپریشن کئے۔ بہت سے مریض جن کے اعضاء کاٹے جا چکے تھے ان کے مصنوعی اعضاء لگانے میں بھی بہت مدد دی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب وہ اپنے ہاتھوں سے کام کر سکتے ہیں اور ٹانگوں پر چل سکتے ہیں۔

☆...... احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن یوکے، امریکہ اور ماریشس کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔ اس سے مراد ہومیو پیتھک ڈاکٹر نہیں بلکہ ایلوپیتھک ڈاکٹرز ہیں۔ یوکے سے ڈاکٹر شاہنواز صاحب، امریکہ سے ڈاکٹر عبد الحکیم ناصر صاحب اور ماریشس سے ڈاکٹر بشیر جواہر اور ڈاکٹر طاہر جواہر کے نام قابل ذکر ہیں۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

درخواست ہائے دعا

مکرم ڈاکٹر عبد الرشید صاحب ڈار ناصر آباد مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب سرینگر مکرم داؤد احمد صاحب لون آف ناصر آباد مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ آف گاگرن مکرم طاہر احمد صاحب ڈار آسنور مکرم شوکت احمد صاحب لون آف ناصر آباد مکرم عبد الرحمٰن صاحب باندے ماندوجن سے اعانت بدر ادا کرتے ہوئے اہل و عیال کی صحت و سلامتی دینی و دنیوی ترقیات کاروبار میں برکت کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

☆۔ مکرم عبد الشکور صاحب ٹاک سرینگر کو خدا تعالیٰ نے دوسری بیٹی سے نوازا ہے زچہ بچہ کی صحت و سلامتی کیلئے بچوں کے نیک صالح خادم دین ہونے کیلئے درخواست دعا ہے اس خوشی میں موصوف نے اعانت بدر میں ۵۰ روپے ادا کئے ہیں۔

☆۔ مکرم نثار احمد صاحب ناصر آباد سے اپنے والد صاحب کی مغفرت اور والدہ صاحبہ اور بیوی کی کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

☆۔ مکرم مبارک احمد صاحب لون پوسٹ ماسٹر ناصر آباد کشمیر سے اپنی والدہ صاحبہ کی مغفرت اور جملہ مشکلات کی دوری کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اعانت بدر ۵۰۔

☆۔ مکرم نذیر احمد صاحب ڈار ناصر آباد کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی سے نوازا ہے بچی کا نام نہا نذیر رکھا گیا ہے خدا تعالیٰ بچی کو نیک صالح خادم دین بنائے آمین۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

☆۔ مکرم عبد الحمید صاحب لون اپنے والد صاحب کی مغفرت اور اہل و عیال کی صحت و سلامتی کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

☆۔ مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب لون ناصر آباد کشمیر سے اپنے والدین کی مغفرت اور اہل و عیال کی صحت و سلامتی کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

ارشاد نبویؐ
خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰی
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:-
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 بینٹنک لین کلکتہ 700001
دکان-248-1652, 248-5222
رہائش-243-0794, 27-0471

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر- سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ- خورشید کلاتھ مارکیٹ- حیدری نارتھ ناظم آباد- کراچی- فون: 629443
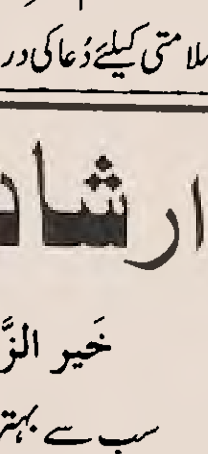

تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۹ء مورخہ ۱۵ /دسمبر

سیرت صحابہ - رضی اللہ عنہم

۳- حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ۔ ۴- حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ

محمد نسیم خان صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہمارے سلسلہ کے ایک برگزیدہ رکن، جوان، صالح اور ہر طرح سے لائق، جن کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں مفتی محمد صادق صاحب بھیروی ہیں۔"

حضرت مفتی صاحب بھیرہ صوبہ پنجاب کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو مفتیوں کا خاندان کہلاتا ہے۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ جیسے پاکیزہ وجود کے پاس اُن کالڑکپن گزرا اور اپنی خداداد صلاحیتوں میں اُنہیں ترقی کرنے کا موقعہ ملا۔ نیک والدین کی اولاد تھے۔ نیک ماحول میں پیدا ہوئے۔ پیدائش سے بھی پہلے اُنکے لئے دعائیں کروائی گئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُنہیں قیمتی وجود بنا دیا جو عالم جوانی سے لے کر آخری عمر تک دین حق کی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔

عین جوانی مین ۱۹ برس کی عمر میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ ۱۸ سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں خدمت کی توفیق پائی۔ اخبار البدر کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ بیعت کرنے کے دس سال بعد ۱۹۰۰ء میں سروس چھوڑ کر مستقل طور پر کل وقتی خدمت دین کے لئے قادیان آگئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض علمی کام اُنہیں سپرد فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈاک کا کام بھی اُن کے سپرد ہوا۔ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر بھی اُنہیں خدمت کا موقعہ ملا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں:

"میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا چیز تھی جس نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو قبول کرنے اور آپ کی بیعت کر لینے کی طرف کشش کی۔ سوائے اس کے کہ آپؑ کا چہرہ مبارک ایسا تھا جس پر یہ گمان نہ ہو سکتا تھا کہ وہ جھوٹا ہو۔

آپ حضرت اقدس کے مقدس کلمات کو اپنی ڈائری میں نوٹ کر لیتے تھے اور بعد میں اُنہیں اپنے دوستوں کو سناتے تھے اور بذریعہ ڈاک وہ کلمات اپنے دور دراز علاقوں کے دوستوں کے لئے بھجواتے۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے ٦/ جنوری ۱۹۰۰ء کے ایک مضمون میں حضرت مفتی صاحب کی محبت و عشق کو بطور مثال پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک مفتی محمد صادق صاحب کو دیکھتا ہوں کوئی چھٹی مل جائے، یہاں (یعنی قادیان میں) موجود۔ مفتی صاحب تو عقاب کی طرح اسی تاک میں رہتے ہیں کہ کب زمانہ کے زور آور ہاتھوں سے کوئی فرصت غصب کریں اور محبوب اور مولیٰ کی زیارت کا شرف حاصل کریں۔ اے عزیز برادر خدا تیری ہمت میں استقامت اور کوشش میں برکت رکھے اور تجھے ہماری جماعت میں قابل اقتدار اور قابل فخر کارنامہ بنائے۔

حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ لاہور سے ہمارے حصہ میں مفتی صاحب ہی آئے ہیں (یہ اُن دنوں کی بات ہے جب مفتی صاحب لاہور میں رہتے تھے۔) میں حیران ہوں کہ وہ ساری زنجیریں توڑ کر دیوانہ وار بٹالہ میں اتر کر نہ رات دیکھتے ہیں نہ دن، نہ سردی، نہ گرمی۔ نہ بارش نہ آندھی، آدھی آدھی رات کو یہاں پیدل پہنچتے ہیں۔ جماعت کو اس نوجوان عاشق سے سبق لینا چاہئے۔

(الحکم ۲۴/ جنوری ۱۹۰۰)

۱۸/ مئی ۱۹۰۰ء کی بات ہے کہ جب لاہور میں بشپ جارج الفریڈ لیفرائے کو حضرت مفتی صاحب نے ایک بھری مجلس میں لاجواب کیا تو اس سکشت کا انتقام لینے کے لئے پادری لاٹ نے ۲۵/ مئی کو ایک لیکچر دینے کا اعلان کیا، ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مفتی صاحب کی تحریک پر ایک پر شوکت مضمون رقم فرمایا جسے حضرت مفتی صاحب نے بشپ موصوف کے لیکچر کے بعد اس جوش و خروش کے ساتھ پڑھا کہ لاہور مسلمانوں کے نعرہ تکبیر سے گونج اُٹھا اور بشپ صاحب انگشت بدنداں رہ گئے اور یہ کہہ کر چپ سادھ لی کہ:

"تم مرزائی ہو میرے مخاطب عام مسلمان ہیں۔ میں تم سے گفتگو نہیں کرتا۔"

(الحکم ۳۱/ مئی ۱۹۰۰ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریک پر آپ نے عبرانی سیکھی تا کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ عبرانی کا اصل ماخذ بھی عربی ہے۔ آپ نے عبرانی بائیبل سے آنحضرت صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق پیشگوئیاں بھی نکالیں۔

آپ کو ابتداء ہی سے حق و صداقت پھیلانے کا بہت شوق تھا اور یہ شوق جنون کی حد تک تھا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی آپ نے بیرونی ممالک کے مشہور عمائدین اور نامور شخصیتوں کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کی۔

۱۹۰۴ء میں آپ بہت بیمار ہو گئے آپ کی والدہ محترمہ بھی قادیان تشریف لائی ہوئی تھیں۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست دعا کی اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"ہم تو اُن کے لئے دعا کرتے ہی رہتے ہیں آپ کو خیال ہو گا کہ صادق آپ کا بیٹا ہے اور آپ کو بہت پیارا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہے۔" (ذکر حبیب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب اپنے آخری سفر میں لاہور تشریف لے گئے تو حضور نے لاہور سے ۲/ اپریل ۱۹۰۸ء کو حضرت مفتی صاحب کو قادیان خط لکھا جس میں تحریر فرمایا کہ:

"ایک انبار خطوط کا جمع ہو گیا ہے۔ آپ ایک ہفتہ کیلئے آکر ان تمام خطوط کا جواب لکھ جائیں اور نیز مل جائیں۔ تاکید ہے۔"

اس حکم کی تعمیل میں آپ فوراً لاہور پہنچے اور مفوضہ امور سرانجام دئے اور حضور علیہ السلام کی وفات تک لاہور ہی میں رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ ایک جگہ آپ نے لکھا کہ:

"یہ اپنے نام کی طرح محب صادق ہیں"

اور جب کبھی مفتی صاحب کا ذکر فرماتے ہو تو ہمارے مفتی صاحب کہہ کر فرماتے۔

خلافت اولیٰ میں بھی آپ کو بے مثال خدمات کی توفیق ملی۔ اور ہندوستان کے مختلف شہروں کا آپ نے تبلیغی دورہ کیا۔

خلافت ثانیہ کا عہد مبارک بھی آپ کی دینی خدمات سے لبریز ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۰/ مارچ ۱۹۱۷ء کو آپ کو تبلیغ کے لئے لندن روانہ فرمایا۔ آپ نے وہاں شاندار تبلیغ کا کام کیا۔ اور ملکہ معظمہ وزیر اعظم برطانیہ، لنڈن کے لارڈ میئر کو آپ نے تبلیغ کی۔ اور مختلف اجلاسات میں اور یونیورسٹی میں شاندار لیکچرز دئے۔ قرآن کریم کی تعلیم اور اسلام کا پیغام نہ صرف لندن میں بلکہ سارے یورپ میں آپ نے بذریعہ خطوط و اخبارات پہنچانے کی دن رات کوشش کی۔ اور آپ کی تبلیغ سے ایک صد نفوس تک اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت مفتی صاحب لندن میں ہی تھے کہ آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے امریکہ میں پہلا تبلیغی مشن کھولنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ آپ ۲٦/ جنوری ۱۹۲۰ء کو امریکہ کے لئے روانہ ہوئے امریکہ میں بہت سی مشکلات بھی سامنے آئیں مگر بڑی جواں مردی، جرأت اور ستقلال کے ساتھ صورت حال کا مقابلہ کیا۔ آپ ساڑھے تین سال تک امریکہ میں فریضہ تبلیغ بجالاتے رہے اس مختصر عرصہ میں آپ نے احمدیہ مشن کو مضبوط بنیادوں پر استوار کر دیا۔

The Muslim Sun Rise نام کا رسالہ جاری کر کے سارے ملک میں حق کی آواز بلند کی آپ کے ذریعہ ڈیٹرائٹ میں پہلا بیت الذکر قائم ہوا اور آپ نے امریکہ میں ایک مخلص جماعت پیدا کر دی۔

آپ فرماتے ہیں: جب میں لندن سے امریکہ بھیجا گیا تو میں نے تین دعائیں کیں۔ ایک مخلص جماعت نو مسلموں کی مجھے عطا ہو۔ ایک بیت الذکر بنانے کی توفیق ہو۔ ایک رسالہ جاری کرنے کے سامان ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے باوجود سخت مشکلات کے تینوں دعائیں قبول ہوئیں۔ مخلص جماعت پہلے ہی سال مل گئی۔ رسالہ دوسرے سال جاری ہو گیا اور بیت الذکر اور مکان تیسرے سال تیار ہو گئے۔

نیز آپ نے امریکہ سے ایک رپورٹ میں لکھا:

"مقابلہ بہت بڑے لوگوں سے ہے مگر کچھ غم نہیں کیونکہ میرے ساتھ میرا خدا ہے اور خلیفۃ المسیح کی اور احباب کرام کی دعائیں ہیں۔ قریباً ہر شب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام یا خلیفہ اول یا حضرت فضل عمر سے ملاقات ہوتی ہے۔ دن بھر اجنبیوں میں ہوتا ہوں۔ رات بھر اپنوں میں۔

(الفضل ۲۹/ اپریل ۱۹۲۰ء)

ایک بار آپ شکاگو کے بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک عمارت سے ایک لڑکی نے اپنی ماں کو مخاطب کر کے نہایت خوشی سے آواز دی:

"Look look Mother Jesus Christ has come."

امی دیکھو دیکھو یسوع مسیح آئے ہیں۔ اس بچی کے والدین نے آپ کو اوپر بلایا اور انٹرویو لیا۔ آپ نے بتایا کہ میں Christ نہیں ہوں بلکہ مسیح پاک کا ایک خادم ہوں۔

آپ کے علمی لیکچروں کی شہرت پریس نے ملک کے کونے کونے تک پہنچا دی۔ جیفرس یونیورسٹی شکاگو نے آپ کی علمی لیاقت اور خدمات کو تسلیم کرتے ہوئے ڈاکٹریٹ کی ڈگری۔ اور

Press Congress of the World.

کے آپ ممبر منتخب ہوئے۔

امریکہ میں قیام کے دوران ایک امریکن خاتون نے آپ کو خط لکھا کہ خواب میں ایک

ہندوستانی بزرگ میری رہنمائی کیا کرتے ہیں کیا آپ بتاسکتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ آپ نے اسے چند تصاویر بھیج دیں جن میں ایک تصویر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی تھی۔ اُس عورت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر کہا یہی بزرگ میری رہنمائی فرماتے ہیں۔

(ذکر حبیب)

۱۵ر فروری ۱۹۲۱ء کو آپ نے امریکہ میں عیسائی دنیا کو چیلنج دیا کہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائی وفد کو مسجد نبوی میں عبادت کی اجازت دے کر اخلاق و رواداری کی شاندار مثال قائم فرمائی۔ کیا عیسائی دنیا میں بھی ایسا حوصلہ ہے کہ ہمیں اپنے گرجا میں نماز پڑھنے دے؟ اس چیلنج کو اخبارات نے سارے ملک میں پھیلایا مگر پادریوں نے صاف انکار کردیا۔

آپ نے ساڑھے تین سال نہایت کامیابی سے تبلیغ اسلام کا پرچم بلند کئے رکھا اور ۱۸ر ستمبر ۱۹۲۳ء کو واپس قادیان تشریف لائے۔

قادیان واپسی کا منظر بھی دیکھنے کے لائق تھا خود سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مجمع کثیر کے ساتھ آپ کا استقبال کیا اور مقدس بستی کی فضاء اہلاً وسہلاً و مرحبا اور مبارکباد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ نماز مغرب کے بعد حضور نے لمبی دعا کروائی اور حضور کی اجازت سے حضرت مفتی صاحب نے مختصر تقریر فرمائی اور فرمایا: میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ میں مغربی ممالک میں تبلیغ کرسکوں۔ میں ایسا ضعیف البنیان انسان ہوں کہ سمجھا کرتا تھا کہ مغربی ممالک میں ایک ہفتہ تک بھی زندہ نہ رہ سکوں گا مگر میری صحت قائم رہی۔ میں نے لمبے لمبے سفر کئے تنگ کوٹھریوں میں دن گزارے۔ میرے قتل کے منصوبے کئے گئے جو ناکام رہے۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے ہر اعتبار سے کامیابی بخشی مگر یہ معجزہ محمود کا معجزہ ہے۔" اسکے بعد آپ قادیان میں مختلف علمی و تبلیغی خدمات میں مصروف ہوگئے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے پرائیویٹ سیکریٹری کی مقرر ہوئے اور دور دراز شہروں کا تبلیغی دورہ فرمایا اور ہر جگہ شاندار کامیابی ملی۔ قادیان میں ناظر امور خارجہ وعامہ مقرر ہوئے۔

۳۰ر ستمبر ۱۹۳۵ء کو آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کا نکاح حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ سے پڑھا اور اس موقعہ پر ایمان افروز خطبہ دیا۔ ہر سال جلسہ سالانہ قادیان پر آپ کی تقریریں ہوتی تھیں خصوصاً ذکر حبیب کے موضوع پر آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔

آپ کی وفات ۱۳ر جنوری ۱۹۵۷ء کو ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کے جنازہ کو کندھا دیا۔ اور بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ خاص میں آپ کی تدفین ہوئی۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت مفتی صاحب کا شمار اُن بزرگ اصحاب مسیح موعودؑ میں ہوتا ہے جنہیں بچپن ہی سے ذکر الٰہی کا بہت شغف تھا اور انہوں نے اپنی زندگی میں قبولیت دعا کے بہت سے نشانات کا مشاہدہ کیا۔"

حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ

حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُن مخلص صحابہ میں سے تھے۔ جنکے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں۔

"جب مجھ سے انکی ملاقات ہوئی تو قسم اُسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے انکو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کیلئے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے اُن کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا۔ اور جیسا کہ اُن کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی اُن کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا۔" (تذکرۃ الشہادتین)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شروع زمانہ ماموریت میں الہام ہوا۔ شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَكُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔

(براہین احمدیہ)

یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور زمین پر کوئی ایسا نہیں جو مرنے سے بچ جائے گا۔

علم التعبیر میں شاۃ کی تعبیر نہایت مطیع اور فرمانبردار رعایا ہوتی ہے لہذا بتایا گیا تھا کہ دو آدمی جو اپنے بادشاہ کے نہایت فرمانبردار اور مطیع ہوں گے باوجودیکہ انہوں نے کوئی قانون شکنی نہ کی ہوگی وہ قتل کئے جائیں گے۔

اس پیشگوئی کے بعد قریباً بیس سال بعد ۱۹۰۱ء میں مولوی عبد الرحمٰن صاحب کو افغانستان میں شہید کردیا گیا الہام کے مطابق ایک اور شہادت باقی تھی جو ۱۴ر جولائی ۱۹۰۳ء کو واقعہ ہوئی یعنی حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب جیسے بزرگ انسان بھی محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے جرم میں دردناک طور پر شہید کردیئے گئے۔ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کابل کے جید و نامور علماء میں سے تھے۔ اور والی افغانستان کی خاص نظر عنایت آپ پر تھی اور امیر کابل کی تاجپوشی آپ ہی کرتے تھے۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات پڑھ کر آپؑ کے مرید بن گئے تھے آپ آخر ۱۹۰۲ء میں حج بیت اللہ کے ارادہ سے اپنے وطن سے روانہ ہوئے۔ امیر حبیب اللہ خان نے انعام واکرام سے رخصت کیا۔ آپ کابل سے خوست اور وہاں سے لاہور ہوتے ہوئے قادیان تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ مولوی عبد الجلیل صاحب اور سید عبد الستار صاحب اور ایک عالم تھے۔ بٹالہ سے قادیان پیدل ہی چل کر آئے اور حضور علیہ السلام سے ملاقات کی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کا ارادہ تو مختصر ملاقات کا تھا مگر اس سے پہلے جو کتابوں کے ذریعہ سمجھا تھا چونکہ یہاں بہت کچھ زیادہ دیکھا اس لئے صفائی قلب کی وجہ سے نور الٰہی کی طرف ایسے جذب کئے گئے کہ سفر حج ملتوی کرکے کئی ماہ تک قادیان میں ہی قیام کیا۔

قیام قادیان کے بعض واقعات احمد نور صاحب کابلی کی روایات میں سے احباب کے سامنے عرض ہیں۔

احمد نور صاحب کابلی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جب ہم سیر کو جایا کرتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر سے واپس آکر گھر میں داخل ہوتے تو شہید مرحوم اپنے کپڑے گرد وغبار سے صاف نہیں کرتے تھے جب تک ذرا ٹھہر نہ جائیں اور اندازہ نہ لگالیں کہ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے کپڑے جھاڑ لئے ہوں گے۔

شہید مرحوم کو الہام اور بکثرت کشف بھی ہوتے تھے ایک روز مہمان خانہ میں سوئے ہوئے تھے کہ یک لخت اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ مجھ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم چادر کی مانند بچھائے گئے کہ بالکل جدا نہیں ہوسکے اور یہ الہام ہوا کہ جسمہ مُنَوَّرٌ مُعَمَّرٌ مُعَطَّرٌ يُضِيئُنِي كَاللُّؤْلُؤِ المكنون نورٌ على نور۔

شہید مرحوم پر عجیب و غریب احوال ظاہر ہوتے تھے ایک روز ساتھیوں سے فرمایا کہ تم پیچھے رہ گئے ہو۔ میرے ساتھ ملنے کی کوشش کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات و انوار مجھے عطا کئے گئے ہیں۔ پھر مولوی عبد الستار صاحب سے فرمایا کہ میرے چہرہ کی طرف دیکھو مولوی صاحب کہتے تھے کہ سورج جو کہ کافی اُونچا تھا میں اسکی طرف دیکھ سکتا تھا۔ مگر شہید مرحوم کی پیشانی کی طرف دیکھنا مشکل تھا۔ آپ کے چہرہ سے اُس وقت ایسی شعاعیں نکلتی تھیں کہ سورج سے کئی درجہ بڑھ کر تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام شہید مرحوم سے ازحد محبت رکھتے تھے اور آپ کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے انتہا محبت تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کیلئے تشریف لے جارہے تھے اور شہید مرحوم اور چند ایک آدمی اور بھی ساتھ تھے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر سے واپس گھر چلے آئے تو شہید مرحوم ہمیں مہمان خانہ میں آکر اور مخاطب ہوکر یہ کشفی نظارہ بیان فرمایا کہ آج ایک عجیب واقعہ ہوا ہے کہ جنت سے ایک حور اچھے خوبصورت لباس میں میرے سامنے آئی اور کہا کہ میری طرف دیکھیں میں نے کہا کہ جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرے ساتھ ہیں انکو چھوڑ کر تیری طرف میں نہیں دیکھوں گا تب وہ روتی ہوئی واپس چلی گئی۔ شہید مرحوم کھانا بہت کم کھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں دوزخ کا شور و غوغا سنتا ہوں اگر لوگ سنیں تو وہ بھی کھانا نہ کھائیں۔

حضرت شہزادہ عبد الطیف صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے دو تین صفحات بخاری کے پڑھے اور فرمایا کہ یہ میں نے اس لئے پڑھے ہیں تاکہ میں بھی اُن کی شاگردی میں داخل ہو جاؤں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد یہ خلیفہ اول ہوں گے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب شہید امیر کابل سے چھ ماہ کی رخصت لے کر آئے تھے جب روانگی کا وقت آیا تو حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت کی اجازت لی۔ حضور علیہ السلام بمع چند خدام آپ کو چھوڑنے کیلئے بہت دور تک پیدل تشریف لے گئے۔ جب صاحبزادہ صاحب رخصت ہونے لگے تو جوش عقیدت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں پر گر پڑے اور دونوں ہاتھوں سے حضور علیہ السلام کے قدم مبارک پکڑ لئے اور عرض کیا میرے لئے دعا فرمائیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں آپ میرے پاؤں چھوڑ دیں لیکن انہوں نے پاؤں نہ چھوڑے تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا الامر فوق الادب کہ حکم ادب سے بڑھ کر ہے۔ تب صاحبزادہ صاحب نے یہ لفظ سنتے ہی پاؤں چھوڑ دیے۔ اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں آپکو الہام ہوا اذهب الى فرعون۔ یعنی فرعون کی طرف جا۔ آپ کی شہادت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں درج فرماتے ہیں کہ: اب جیسا کہ معتبر ذرائع سے اور خاص دیکھنے والوں کی معرفت مجھے معلوم ہوا ہے کہ قضاء و قدر سے یہ صورت پیش آئی کہ مولوی عبد اللطیف صاحب جب سرزمین علاقہ کابل کے نزدیک پہنچے تو علاقہ انگریزی میں ٹھہرے اور بریگیڈیر محمد حسین کوتوال کو جو اُن کا شاگرد تھا ایک خط لکھا کہ اگر امیر صاحب سے میرے آنے کی اجازت حاصل کرکے مجھے اطلاع دیں تو امیر صاحب کے پاس بمقام کابل حاضر ہو جاؤں اور ساتھ ہی قادیان جانے اور مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی خبر بھی خط میں لکھ دی چنانچہ امیر کابل حبیب اللہ نے خط لکھا کہ آپ بلا خطرہ چلے آؤ۔ اگر یہ دعویٰ سچا ہوگا تو میں بھی (مسیح موعود علیہ السلام کا) مرید ہو جاؤں گا لیکن یہ امیر کی چال تھی خط کے مطابق آپ چل دئے مگر جیسے ہی خوست

پہنچے تو حکم سرکاری کے مطابق آپ کو گرفتار کرلیا گیا اور قلعہ میں بند کر دیا گیا اور زنجیر غراغراب لگا دی گئی۔ یہ زنجیر ایک من چوبیس سیر وزن کی ہوتی ہے یعنی قریباً ۶۰ کلو کی۔ اسکے بعد مسلسل چار ماہ قید میں رہے اور اس عرصہ میں کئی دفعہ اُنکو امیر کی طرف سے فہمائش ہوئی کہ اگر تم اس خیال سے توبہ کرو کہ حضرت مرزا صاحب قادیانی درحقیقت مسیح موعود ہے تو تمہیں رہائی دی جائے گی۔ مگر ہر مرتبہ شہزادہ صاحب نے یہی جواب دیا کہ میں نے پوری تحقیق سے معلوم کرلیا ہے کہ درحقیقت حضرت مرزا صاحب ہی مسیح موعود ہیں نیز فرمایا کہ مجھے پتہ ہے کہ میری جان کی خیر نہیں اور میرے اہل و عیال کی بربادی ہے مگر میں اپنے ایمان کو اپنی جان اور ہر ایک دنیوی راحت پر مقدم سمجھتا ہوں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام انکی قید کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایسا جلیل الشان شخص جو کئی لاکھ روپیہ کی ریاست کابل میں جاگیر رکھتا تھا اور اپنے فضائل علمی اور تقویٰ کی وجہ سے گویا تمام سرزمین کابل کا پیشوا تھا اور قریباً پچاس برس کی عمر تک تنعم اور آرام میں زندگی بسر کی تھی اور بہت سا اہل و عیال اور عزیز فرزند رکھتا تھا۔ پھر وہ ایسی سنگین قید میں ڈالا گیا جو موت سے بدتر تھی اور جس کے تصور سے بھی انسان کے بدن پر لرزہ پڑتا ہے امیر قابل کی طرف سے بار بار اُنکو پیغام پہنچتا تھا کہ اس قادیانی شخص کے تصدیق دعوٰی سے انکار کر دو تو تم ابھی عزت سے رہا کئے جاؤ گے مگر اس قوی ایمان بزرگ نے اس بار بار کے وعدہ کی کچھ بھی پروانہ کی اور بار بار یہی جواب دیا کہ مجھ سے یہ اُمید مت رکھو کہ میں ایمان پر دنیا کو مقدم رکھ لوں اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس کو میں خوب شناخت کر لیا اور ہر ایک طرح سے تسلی کرلی اپنی موت کے خوف سے اُس کا انکار کر دوں؟

یہ انکار تو مجھ سے نہیں ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے حق پالیا اس لئے چند روزہ زندگی کیلئے مجھ سے یہ بے ایمانی نہیں ہوگی کہ میں اس ثابت شدہ حق کو چھوڑ دوں۔ میں جان چھوڑنے کیلئے تیار ہوں اور فیصلہ کر چکا ہوں مگر حق میرے ساتھ جائے گا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اُس بزرگ کے بار بار کے یہ جواب ایسے تھے کہ سرزمین کابل کبھی اُن کو فراموش نہیں کرے گی اور کابل کے لوگوں نے اپنی تمام عمر میں یہ نمونہ ایمان داری اور استقامت کا کبھی نہ دیکھا ہوگا۔"

قید ہونے کی حالت میں حضرت صاحبزادہ صاحب کے اصرار پر مولویوں سے آپ کی بحث بھی کروائی گئی۔ آٹھ مفتی بحث کیلئے منتخب کئے گئے اور تحریری مباحثہ ہوا مگر حاضرین کو کوئی بات سُنائی نہ جاتی تھی۔ سات بجے صبح سے تین بجے سہ پہر تک۔ مباحثہ جاری رہا اور عصر کے وقت کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ بحث کے دوران آٹھ آدمی برہنہ تلواریں لے کر شہید مرحوم کے سر پر کھڑے رہے۔ چونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی شہادت کی اطلاع دے دی تھی اسلئے نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ آپ راضی برضائے الٰہی رہے اور شہادت سے پہلے فرمایا کہ میں قتل کے بعد چھ روز تک زندہ ہو جاؤں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ قول وحی کی بناء پر ہوگا جو اُس وقت ہوئی ہوگی کیونکہ اس وقت شہید مرحوم منقطعین میں شامل ہو چکا تھا اور فرشتے اُس سے مصافحہ کرتے تھے تب فرشتوں سے خبر پاکر اُس نے ایسا کہا۔ اور اس قول کے یہ معنے تھے کہ وہ زندگی جو اولیاء اور ابدال کو دی جاتی ہے، چھ روز تک مجھے مل جائے گی۔"

بعد ازاں فتویٰ آپ کے گلے میں لٹکا دیا گیا اور امیر کے حکم کے مطابق حضرت صاحبزادہ صاحب کی ناک میں چھید کر کے سخت عذاب کے ساتھ رسی ڈال دی گئی اور اس رسی کے ذریعہ شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے اور ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے اور امیر اپنے تمام مصاحبوں کے ساتھ اور مع قاضیوں مفتیوں اور دیگر اہلکاروں کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک پہنچا اور شہر کی ہزارہا مخلوق جن کا شمار کرنا مشکل ہے اس تماشا کے دیکھنے کیلئے گئی۔ جب مقتل پر پہنچے تو شاہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا اور پھر اس حالت میں جبکہ وہ کمر تک زمین میں گاڑ دئے گئے تھے امیر اُن کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے انکار کرے تو اب بھی تجھے بچا لیتا ہوں۔ اب تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقعہ ہے جو تجھے دیا جاتا ہے۔ اور اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر تب شہید مرحوم نے جواب دیا۔ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔ اور جان کی کیا حقیقت اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں جنکے لئے میں ایمان کو چھوڑ دوں۔ مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور میں حق کے لئے مروں گا۔ تب قاضیوں اور فقیہوں نے شور مچایا کہ کافر ہے کافر ہے اور اس کو جلد سنگسار کرو۔ تب امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ۔ کہ تم نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہیں۔ آپ پتھر چلاویں۔ تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتویٰ ہے تب قاضی نے گھوڑے سے اُتر کر ایک پتھر چلایا جس پتھر سے شہید مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جھک گئی پھر بعد اسکے بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا۔ پھر کیا تھا۔ ہزاروں پتھر اُس شہید پر پڑنے لگے اور کوئی حاضرین میں سے ایسا نہ تھا جس نے اُس شہید مرحوم کی طرف پتھر نہ پھینکا ہو۔ یہاں تک کہ کثرت پتھروں سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھہ پتھروں کا جمع ہو گیا پھر امیر نے واپس ہونے کے وقت کہا کہ یہ شخص کہتا تھا کہ میں چھ روز تک زندہ ہو جاؤں گا اس پر چھ روز تک پہرہ رہنا چاہیئے۔ یہ ظلم ۱۴ر جولائی ۱۹۰۳ء کو ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"افسوس کہ یہ امیر زیر آیت مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا داخل ہو گیا اور ایک ذرہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا۔ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے ایمان اور حق کیلئے جان بھی فدا کرتے ہیں۔ اور زن و فرزند کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے۔"

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہوں گے اور کابل کی زمین دیکھ لے گی اس خون پر اب خدا چپ نہیں رہے گا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہوں گے سامعین کرام! اس خون کے بعد افغانستان کی سرزمین میں کیا کیا مصائب آئے اسکا حساب کرنا ممکن نہیں آپ سب جانتے ہیں کہ آج تک افغانستان کی زمین قہر و غضب الٰہی کا گھر بنی ہوئی ہے ایک عذاب ختم نہیں ہوتا کہ دوسرا آیا کھڑا رہتا ہے۔ خود امیر حبیب اللہ گولی کا نشانہ بنا اور داخل جہنم ہوا اور اسکا جوان بیٹا سردار حیات اللہ خان پھانسی چڑھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ خون بڑی بے رحمی کے ساتھ کیا گیا اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملے گی۔ ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بے دردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کرلیا۔ اے کابل کی زمین! تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا اے بدقسمت زمین! تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔

ہائے افسوس آسمان کے نیچے یہ بڑا ظلم ہوا کہ ایک بے گناہ معصوم باوجود صادق ہونے کے باوجود اہل حق ہونے کے۔ اس طرح بے رحمی سے محض اختلاف مذہب کی وجہ سے مارا گیا۔ اے نادان! کیا مسلمانوں میں اختلاف مذہب کی یہی سزا ہوا کرتی ہے؟ تو نے کیا سوچ کر یہ خون کر دیا۔

یہ تھے وہ جاں نثار صحابہ جو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دو بعثت میں ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ایمانوں کو پختہ کرے اور خلوص و عقیدت و فدائیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ہم میں سے ہر ایک کو دیوانہ بنا دے کیونکہ حقیقی نجات کا صرف یہی ایک دروازہ ہے۔ آمین ثم آمین۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ضروری وضاحت بابت داخلہ مدرسۃ المعلمین قادیان

گزشتہ سالوں میں یہ طریق رہا ہے کہ مدرسۃ المعلمین کے ماہ اگست کے سالانہ داخلہ کے علاوہ بھی سارا سال معلمین کی ٹریننگ کیلئے آنے والے طلباء کو مختلف اوقات میں داخلہ دیا جاتا رہا ہے۔ جس سے ایک تو معلم کا کورس بھی نامکمل رہتا تھا دوسرا انتظامیہ کو بھی بہت ساری دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لہٰذا آئندہ سے مندرجہ بالا طریق ختم کیا جا رہا ہے۔ اب صرف ماہ اگست کے آخر تک قادیان آنے والے امیدواران کو ہی مدرسۃ المعلمین میں داخلہ دیا جائے گا۔ ان اوقات کے علاوہ جو درخواستیں آئیں گی ان پر غور نہیں کیا جائے گا۔ اور بعد میں آنے والے امیدواران کو واپس کر دیا جائے گا جس کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی البتہ علماء کلاس کا کورس چونکہ چھ ماہ کا ہوتا ہے لہٰذا ان کا داخلہ ایک بار ماہ اگست میں ہوگا اور دوسری بار ماہ جنوری میں ہوگا۔ تمام نگران صاحبان دعوۃ الی اللہ امراء صاحبان اور سرکل انچارج صاحبان مطلع رہیں۔

(ہیڈ ماسٹر مدرسۃ المعلمین قادیان)

درخواستِ دُعا

میرے خسر محترم مرزا حسن احمد بیگ صاحب آف حمایت نگر۔ حیدر آباد اپنی دینی و دنیاوی ترقیات اور کاروبار میں برکت کیلئے، تمام افراد خانہ کی صحت و سلامتی، بالخصوص اہلیہ صاحبہ جو اکثر بیمار رہتی ہیں کی کامل شفایابی کیلئے نیز بیٹی کی رخصتی 11.9.2000 کو ہو رہی ہے۔ رشتہ بابرکت ہونے اور تمام امور کے بخیر و خوبی انجام پذیر ہونے کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(کرشن احمد قادیان)

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.

Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)

Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992

Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

نومبائعین اور ہماری ذمہ داریاں

مولوی برہان احمد صاحب ظفر ناظر نشرواشاعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح اور غلبہ اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا۔ جس وقت آپ نے دعویٰ نہیں فرمایا تھا اس وقت آپ دنیا کی نظروں سے بالکل پوشیدہ تھے۔ جس زمانہ میں براہین احمدیہ شائع ہورہی تھی اس وقت آپ خود ہی اس کی اشاعت کی غرض سے امرتسر جایا کرتے اور کوئی بھی آدمی آپ کے ساتھ نہ ہوا کرتا۔ اور یہی حالت قادیان کی تھی اردگرد کے سب دیہات مصروف تھے لیکن قادیان کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا“

آپ نے جب دعویٰ فرمایا تو اس وقت آپ کی شدید مخالفت شروع ہوئی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو آپ کے ہم مکتب تھے اُنہوں نے یہ دعویٰ کردیا کہ میں نے ہی اُٹھایا تھا اور میں ہی گراؤنگا لیکن خدا تعالیٰ نے دنیا والوں پر یہ بات آشکار کردی کہ آپ کے تمام مخالف ناکام ونامراد ہوئے اور خدا تعالیٰ نے آپ کو حیرت انگیز ترقیات عطا فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں:

”جس قدر مخالفت میں شدّت ہوتی گئی اسی قدر اس سلسلہ کی عظمت اور عزّت دلوں میں جڑ پکڑتی گئی۔ اور آج میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ یا تو وہ زمانہ تھا کہ جب میں اس شہر میں آیا (یعنی لدھیانہ) اور یہاں سے گیا تو صرف چند آدمی میرے ساتھ تھے اور میری جماعت کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی اور یا اب وہ وقت ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے اور جماعت کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور دن بدن ترقی ہورہی ہے اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی“۔ (لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۵۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت لاکھوں کی تعداد تک پہنچ چکی تھی۔ پھر خلفاء احمدیت کے مبارک دور میں اس میں دِن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی گئی۔ مخالفین احمدیت نے جماعت کی روزافزوں ترقی کو روکنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن خدا تعالیٰ نے ہر شریر کی شرارت کو اُسی پر اُلٹادیا اور جماعت کو عظیم الشان ترقیات سے سرفراز فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کی غیر معمولی ترقیات اور مخالفین کی مخالفت اور ابتلاؤں کے آنے کے متعلق پہلے سے ہی پیشگوئی فرمائی تھی آپ نے تحریر فرمایا۔

”یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کردیگا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوائے بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے بہت اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو آخیر تک صبر کرینگے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے“۔ (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹)

اسی طرح آپ نے اس سلسلہ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”یہی وقت خدا تعالیٰ کی تائید کا ہے اور میں تم کو سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا تو اسلام برباد ہوچکا تھا۔ سو خدا تعالیٰ کے وجود کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ عین ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور عین مصیبت کے وقت اسلام کو سنبھالا“۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۳۶)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم فرما کر اسلام کو برباد ہونے سے بچالیا۔ نہ صرف بچالیا بلکہ اس قدر ترقی عطا فرمائی کہ جو بیان سے باہر ہے حضورؑ فرماتے ہیں:

”جب تک خدا تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی اور نہ اس کا نشوونما ہوسکتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی کیلئے چاہتا ہے تو وہ قوم بیج کی طرح ہوتی ہے جیسے قبل از وقت بیج کے نشوونما اور اس کے آثار کوئی نہیں سمجھ سکتا اور قوم کی ترقیوں کو بھی محال اور ناممکن سمجھتے ہیں“ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۴۳۱)

قارئین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں ایک حیرت انگیز انقلاب رونما ہوا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورِ خلافت میں جماعت نے ایسی حیرت انگیز ترقی کی کہ دنیا نے کروڑوں لوگوں کے جماعت میں داخل ہونے کے نظارے دیکھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے داعین الی اللہ کی تحریک نے اس میں خاص کردار ادا کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعتوں میں تیزی پیدا کرنے کیلئے اُنہیں باقاعدہ ٹارگٹ دینے شروع کئے کہ فلاں فلاں ملک اپنے اپنے ملک میں اس قدر بیعتیں کروائے اس طرح دنیا کی تمام جماعتوں پر ذمہ داریاں ڈالی گئیں اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ لوگوں میں تبلیغ کا ایک جوش پیدا ہوا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے ٹارگٹ کو پورا کرنے کیلئے ساری دنیا کی جماعتیں کوشش کرنے لگیں جس کے نتیجہ میں نومبائعین کی تعداد جو کبھی سینکڑوں میں ہوا کرتی تھی ہزاروں تک پہنچ گئی اور پھر لاکھوں میں داخل ہو کر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں میں پہنچ چکی ہے۔ اس جگہ میں صرف ہندوستان کی پوزیشن کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کے جملہ امور کی نگرانی پر مبارک احمد صاحب ظفر ایڈیشنل وکیل المال لندن کو متعین فرمایا۔ جملہ امور کی نگرانی میں دعوت الی اللہ کی نگرانی برائے ہندوستان بھی آپ کے ذمہ ہے۔ حضور انور نے ۹۴-۹۳ء کیلئے سب سے پہلی مرتبہ ہندوستان کیلئے ۱۳۰۰۰ ہزار کا ٹارگٹ دیا۔ ہندوستان کی جماعتوں نے اس کے بالمقابل ۱۴۰۰۰۰ بیعتیں پیش کیں اور یہ اس وقت بہت بڑی کامیابی خیال کی جاتی تھی۔ آئندہ سال یہ ٹارگٹ پچاس ہزار تک پہنچا اور ہندوستان کی جماعتوں نے ۴۵۰۰۰۰ بیعتیں پیش کرنے کی سعادت پائی ۹۶-۹۵ء میں ۱۱۰۲۲۰ بیعتیں پیش کیں ۹۷-۹۶ء میں ۲۸۷۰۰۹ بیعتیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اس سے اگلے سال ۹۰۷۷۶۴ کے ٹارگٹ کو حاصل کیا ۹۹-۹۸ء میں بفضلہٖ تعالیٰ ۱۷۱۰۳۴۴۴ افراد نے احمدیت قبول کی۔ الغرض پیارے آقا کی دُعاؤں اور بہترین قیادت کی برکت سے ہندوستان میں ایک انقلاب رونما ہوا اس کو دیکھتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہندوستان کی جماعتوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے کہ میری جماعت کی تعداد کروڑوں تک پہنچ جائے گی ہندوستان کی جماعتوں سے ایک کروڑ کی بیعتوں کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ ”میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اگر آپ کی دُعائیں اور کوششیں مقبول ہوئیں تو صرف ہندوستان ہی میں کروڑوں والی پیشگوئی پوری ہو جائے گی۔ خدا کرے کہ دیر کی بجائے جلد پوری ہو اور اگر اگلے سال ہی پوری ہو جائے تو کیا تعجب کی بات ہے مگر کوئی بعید نہیں ہے اللہ کی حکمت سے اس سلسلہ میں جو نصیحتیں میں نے کی ہیں وہ پہنچائی جارہی ہیں جماعتوں کو۔ قادیان کے انتظام کرنے والے یہاں مبارک ظفر صاحب ہیں۔ قادیان اور ہندوستان کے کام بھی ان کے سپرد کئے ہوئے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے ہم جو کوششیں اس وقت کررہے ہیں آپ کو اندازہ نہیں کہ اس سے کتنی امیدیں وابستہ ہیں“۔ (خطاب جلسہ سالانہ قادیان ۱۵/ نومبر ۱۹۹۹ء بدر ۲۵ نومبر ۱۹۹۹ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں محترم مبارک احمد ظفر ایڈیشنل وکیل المال صاحب لندن دعوت الی اللہ کے کاموں کی خاص طور پر نگرانی کرتے رہے۔ قادیان سے رابطہ کے ساتھ ساتھ آپ نے تمام صوبوں سے براہ راست رابطہ رکھا اور اُنہیں حضور کی تازہ بتازہ ہدایات سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ نگرانی بھی کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دُعاؤں اور داعین الی اللہ کی کوششوں کو خدا تعالیٰ نے اس قدر رنگ لگایا کہ ایک انسان کی توقعات سے بڑھ کر ہندوستان کو ۲۰۰۰-۹۹ء میں ۲۱۲۰۰۰۰۰ افراد کو جماعت میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمدللہ علی ذالک۔

خدا تعالیٰ کے فضلوں کو ہم جس قدر بھی یاد کریں وہ کم ہونگے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کی طرف توجہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ صرف بیعت کر لینا یا کروادینا بڑا کام نہیں بلکہ ان کو نظام جماعت کے ساتھ منسلک کرنا ان کی صحیح رنگ میں تربیت کرنا اور سب سے بڑھ کر مالی قربانی کے نظام میں داخل کرنا اہم کام ہے۔ اسی طرح نومبائعین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایات اور تعلیمات کی روشنی میں بیعت کی غرض وغایت بتانا یہ بھی ایک ضروری امر ہے جس کا آپ بیعت لیتے وقت نصیحت کے طور پر ضرور ذکر کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس بیعت کی اصل غرض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں ذوق وشوق پیدا ہو اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو کر اس کی جگہ نیکیاں پیدا ہوُ جو شخص اس غرض کو ملحوظ نہیں رکھتا اور بیعت کرنے کے بعد اپنے اندر تبدیلی کرنے کیلئے مجاہدہ اور کوشش نہیں کرتا جو کوشش کا حق ہے اور پھر اس قدر دُعا نہیں کرتا جو دُعا کرنے کا حق ہے تو وہ اس اقرار کی جو خدا تعالیٰ کے حضور کیا جاتا ہے سخت بے حرمتی کرتا ہے اور وہ سب سے زیادہ گنہگار اور قابل سزا ٹھہرتا ہے“۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۳۵)

حضورؑ فرماتے ہیں:

”میں ان لوگوں کیلئے جنہوں نے بیعت کی ہے چند نصیحت آمیز کلمات کہنا چاہتا ہوں۔ یہ بیعت تخم ریزی ہے اعمال صالحہ کی۔ جس طرح کوئی باغبان درخت لگاتا ہے یا کسی چیز کا بیج بوتا ہے پھر اگر کوئی شخص بیج بوکر درخت لگا کر وہیں اس کو ختم کردے اور آئندہ آبپاشی اور حفاظت نہ کرے تو وہ تخم ضائع ہو جائے گا“۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۲۴)

پس اس وقت ساری جماعت کی یہ ذمہ داری بن جاتی ہے کہ وہ نومبائعین کو بیعت کی اہمیت سے آگاہ کریں اور جو بیج بوئے گئے ہیں اُن کی

باقی صفحہ (۱۵) پر ملاحظہ فرمائیں

میانہ روی ـــ اسلام کی بے نظیر تعلیم

شیخ محمد ذکریا
معلم مدرسہ احمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے کہ
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا
(بقرہ ۱۴۴)

یعنی اے مسلمانو! ہم نے تم کو"امت وسط"بنایا ہے۔ وسط کے معنے درمیان کے ہوتے ہیں۔ لیکن امت محمدیہ نہ زمانہ کے لحاظ سے درمیانی ہے اور نہ تعلیم اور شریعت کے لحاظ سے درمیانی امت ہے۔ زمانہ کے لحاظ سے تو اس لئے درمیانی امت نہیں کہ امت محمدیہ کے بعد اب تاقیامت کوئی امت نہیں۔ پس وہ آخری امت تو کہلا سکتی ہے۔ مگر درمیانی نہیں اور اگر شریعت کو دیکھا جائے تو اس لحاظ سے بھی امت محمدیہ درمیانی امت نہیں۔ کیونکہ آپؐ کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی کہ کہا جائے کہ کچھ شریعتیں اس سے پہلے آچکی ہیں اور کچھ بعد میں آئیں گی۔ اور یہ امت دونوں کے درمیان ہے۔ اسی طرح اگر تعلیم کو لیا جائے تو قرآن کریم سب سے آخری تعلیم ہے۔ اس لحاظ سے بھی قرآن کریم کی تعلیم وسطی اور درمیانی نہیں کہلا سکتی۔ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (المائدہ ۴)

یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

پھر درجہ کے لحاظ سے بھی یہ امت درمیانی نہیں کیونکہ یہ سب سے اعلیٰ اور بہترین امت ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
(آل عمران)

یعنی تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے فائدہ کیلئے پیدا کیا گیا ہے پس امۃ وسطاً کے معنے یہاں درمیانی امت کے کسی صورت میں بھی چسپاں نہیں ہوسکتے۔ نہ امت محمدیہ زمانہ کے لحاظ سے اور نہ تعلیم اور شریعت کے لحاظ سے اور نہ درجہ کے لحاظ سے درمیانی امت ہے۔ امۃ وسطاً کے معنے یہ ہیں کہ ہم نے تمہیں ایک ایسی امت بنایا ہے جو اپنے اعمال میں ایک وسطی رنگ رکھتی ہے۔ نہ تو افراط کی طرف جھکنے والی ہے اور نہ تفریط کی طرف مائل ہونے والی ہے۔ بلکہ اس کے اعمال ترازو کے تول کی طرح ایسے اعتدال میں رہتے ہیں کہ کوئی پہلو بھی ایک طرف جھکا ہوا دکھائی نہیں دیتا اسی لئے اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ ہر مسلمان کو اپنے تمام کاموں میں میانہ روی کی عادت ڈالنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ ایک طرف کا ہو جائے اور دوسرے پہلوؤں کو نظر انداز کردے۔

پس اسلام کی تمام تر تعلیمات میانہ روی پر مبنی ہیں۔ اس کے ثبوت میں قرآن شریف کی چند آیتیں بعض احادیث نیز حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پیش خدمت ہیں۔

قرآن شریف کے شروع میں ہی یعنی سورہ فاتحہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو یہ دعا سکھلاتا ہے کہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ۔

یعنی اے رب العلمین تو نہ ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان لوگوں کے راستہ پر جو گمراہ ہوگئے ہیں بلکہ تو ہمیں ان لوگوں کے راستہ پر چلا جن پر تو نے انعام کیا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے استفسار پر آنحضرتؐ نے فرمایا مغضوب سے مراد یہود اور ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں۔

یعنی چونکہ حضرت موسیٰؑ کی قوم ایک عرصہ دراز سے ظلم وستم کا شکار تھی اور بالکل بزدل ہو چکی تھی اس لئے توریت میں خداتعالیٰ نے یہ تعلیم دی کہ جیسا کہ قرآن کریم خود فرماتا ہے کہ اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ ...... وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ (المائدۃ۔۴۶)

یعنی جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلہ میں آنکھ اور ناک کے بدلہ میں ناک ــ یعنی برابر کا بدلہ۔ لیکن یہود انتقام لینے میں حد پار کر گئے۔ پھر خداتعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو مبعوث فرمایا اور انہیں اور ان کی قوم کو عفو اور درگزر کی تعلیم دی۔ لیکن بعد میں نصاریٰ بھی اس تعلیم میں حد پار کر گئے انہوں نے نہ صرف تھپڑ مارنے والے کو معاف کیا بلکہ دوسرا گال بھی پیش کردیا۔ یعنی توریت میں خداتعالیٰ نے انتقامی امور پر زور دیا تھا۔ اور انجیل میں عفو اور درگزر پر زور دیا تھا۔ لیکن امت محمدیہ کو موقعہ شناسی اور وسط کی تعلیم ملی جیسا کہ فرمایا کہ۔ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا۔ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔ (الشوریٰ ۴۱)

یعنی بدی کا بدلہ اتنی ہی بدی ہوتی ہے جتنی کی جائے اور جو معاف کرے اور اصلاح کو مدنظر رکھے تو اس کو بدلہ دینا اللہ کے ذمہ ہے۔ یعنی دیکھنا چاہئے کہ ظالم کی اصلاح سزا دینے میں ہے یا معاف کرنے میں جس میں اس کی اصلاح ہو اسی کو اختیار کرنا چاہئے۔

اسی طرح خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا
(الاعراف ۳۲)

یعنی کھاؤ اور پیؤ اور اسراف نہ کرو۔

پس اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے مسلمانوں کو میانہ روی کی تعلیم دی ہے اور اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے ظل کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ۔ ایسا ہی تجربہ ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ طرح طرح کی غذاؤں کا بھی دماغی اور دلی قوتوں پر ضرور اثر ہے۔ مثلاً ذرہ غور سے دیکھنا چاہئے کہ جو لوگ کبھی گوشت نہیں کھاتے رفتہ رفتہ ان کی شجاعت کی قوت کم ہو جاتی ہے یہاں تک کہ نہایت دل کے کمزور ہو جاتے ہیں اور ایک خداداد اور قابل تعریف قوت کو کھو بیٹھتے ہیں۔ اس کی شہادت خدا کے قانون قدرت سے اس طرح پر بھی ملتی ہے کہ چارپایوں میں سے جس قدر گھاس خور جانور ہیں کوئی بھی ان میں سے وہ شجاعت نہیں رکھتا جو ایک گوشت خور جانور رکھتا ہے پرندوں میں بھی یہی بات مشاہدہ ہوتی ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ اخلاق پر غذاؤں کا اثر ہے۔ ہاں جو لوگ دن رات گوشت خوری پر زور دیتے ہیں اور نباتی غذاؤں سے بہت ہی کم حصہ رکھتے ہیں وہ بھی حلم اور انکسار کے خلق میں کم ہو جاتے ہیں۔ میانہ روش کو اختیار کرنے والے دونوں خلق کے وارث ہوتے ہیں۔ اسی حکمت کے لحاظ سے خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا۔

یعنی گوشت بھی کھاؤ اور دوسری چیزیں بھی کھاؤ مگر کسی چیز کی حد سے زیادہ کثرت نہ کرو تا اس کا اخلاقی حالت پر بداثر نہ پڑے۔ اور تا یہ کثرت مضر صحت بھی نہ ہو۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی ۱۵۔۱۶)

پس خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو ماکولات و مشروبات میں میانہ روی کی تعلیم دی۔

اسی طرح اللہ جل شانہ کی تعلیم اخراجات بھی میانہ روی پر مبنی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔ (الفرقان)

یعنی رحمٰن خدا کے سچے بندے ایسے ہوتے ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی سے کام نہیں لیتے اور نہ بخل کرتے ہیں۔ اور ان کا خرچ ان دونوں حالتوں کے درمیان درمیان ہوتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ اپنے سچے بندوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ خرچ کرتے وقت تم افراط اور تفریط سے اجتناب کرو۔ یعنی خرچ بھی کرو اور فضول خرچی سے بھی بچو۔ نیز قرآن کریم کے شروع میں ہی یعنی سورۃ بقرہ میں یہ فرمایا کہ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ یعنی ہم نے جو تم کو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ یہ نہیں فرمایا کہ وَمَارَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کہ جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے سب کا سب خرچ کردو بلکہ مِنْ لگا کر یہ بتا دیا ہے کہ تم خرچ بھی کرو اور فضول خرچی اور کنگالی کو بھی مدنظر رکھ لو اگر وہ اپنا سب مال لوگوں میں تقسیم کردے گا اور اپنے اور اپنے بیوی بچوں کی ضروریات کیلئے کچھ نہیں رکھے گا تو اپنا مال لٹا کر یا تو سوال کرنے پر مجبور ہوگا جو بذات خود ایک ناپسندیدہ امر ہے یا پھر چوری اور بددیانتی کی طرف مائل ہو جائیگا۔ اور بجائے نیکی میں ترقی کرنے کے گناہ کا مرتکب ہوگا۔

نیز فرمایا کہ تم دعا کرتے وقت اپنی آواز میں بھی میانہ روی کو مدنظر رکھو۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے
وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۔
(بنی اسرائیل)

اور تو اپنے دعائیہ الفاظ اونچی آواز سے نہ کہا کر اور نہ انہیں آہستہ کہا کر بلکہ اس کے درمیان درمیان کوئی راہ اختیار کر۔

پس ثابت ہوا کہ یہ تعلیم بھی میانہ روی پر مبنی ہے۔ اور بہت اونچی آواز میں دعا کرنے سے اس لئے روکا کہ اس میں دکھاوا ہو سکتا ہے اور بالکل نیچی آواز سے دعا کرنے سے اس لئے روکا کہ بہت آہستہ پڑھنے سے بات بھول جاتی ہے اور توجہ قائم نہیں رہتی۔

آنحضرت ﷺ کا قول اور فعل اس بات کی بین شہادت ہے کہ اسلام کی تمام تر تعلیمات میانہ روی پر مبنی ہیں۔ جیسا کہ آپؐ فرماتے ہیں کہ خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا۔

یعنی کاموں میں سے سب سے بہترین کام وہ ہے جس میں میانہ روی اختیار کی گئی ہو اسی طرح آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں تین افراد کو آپؐ کی عبادت کے متعلق جب بتایا گیا تو انہوں نے اپنی عبادت کو آپؐ کی عبادت سے کم سمجھا اور ان میں سے ایک فرد نے کہا میں رات ہمیشہ نماز میں گزارا کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا۔ اور افطار نہیں کروں گا تیسرے نے کہا میں عورتوں سے دور رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ پھر آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے یہ یہ باتیں کہی ہیں۔ خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہوں۔ اور متقی ہوں۔ لیکن میں کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی افطار کرتا ہوں۔ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جس نے میرے طریقے سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں۔ (بخاری و مسلم 'ریاض الصالحین صفحہ ۱۰۷)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے یعنی میانہ روی کی کہ تمہارے رب کا بھی تمہارے اوپر حق ہے تمہاری جان کا بھی تمہارے اوپر حق ہے۔ تمہارے اہل خانہ کا بھی تمہارے اوپر حق ہے اس لئے ہر حقدار کا حق ادا کرو کسی ایک طرف کلی طور پر مائل ہو کر دوسرے کے حق کو نظر انداز نہ کرو۔

حضرت ابو عبد اللہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں آپؐ کی اقتداء میں نمازیں ادا کیا کرتا تھا آپؐ کی نماز بھی درمیانی ہوتی اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا۔
(مسلم۔ ریاض الصالحین صفحہ ۱۰۹)

نیز حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آدمیوں کی امامت کرے نماز میں تو تخفیف کرے قرآت میں کہ مقتدیوں میں چھوٹا بھی ہے اور بوڑھا بھی اور ضعیف اور بیمار بھی اور جب اکیلا پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے۔
(ترمذی شریف مترجم اردو جلد اول صفحہ ۱۳۰)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنے اعمال میں میانہ روی اختیار کی اور اپنی امت کو ہر کام میں میانہ روی اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔

باقی صفحہ (۱۵) پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ صفحہ: (۱۳)

آبپاشی کریں تاکہ وہ ایک تناور درخت بن جائیں جن کے سایہ میں دوسری قومیں راحت و آرام حاصل کریں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نومبائعین کو نصیحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ یا اس کے رسول پر زبانی ایمان لے آنا یا ایک ظاہری رسم کے طور پر بیعت کر لینا بالکل بیہود ہے جب تک انسان پوری طاقت سے خدا تعالیٰ کی راہ میں نہ لگ جاوے۔ نفس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ انسان پورے طور پر وہ حصہ لے جو روحانی زندگی کیلئے ضروری ہے صرف یہ خیال کہ میں مسلمان ہوں کافی نہیں"۔
(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اسلام کی فتح اور لوگوں کے جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے کی خوشخبری عادی گئی تو اس کے ساتھ ہی ایک اہم امر کی طرف بھی خدا تعالیٰ نے آپ کو توجہ دلائی۔ چونکہ جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کے فضل سے وہی دور آچکا ہے اس لئے پوری جماعت کو بھی اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے جس کا ذکر صورت النصر میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اس کی تشریم کرتے ہوئے حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"زیر تفسیر سورة کی ابتدائی دو آیات میں یہ مضمون بیان کیا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی مسلمانوں کی نصرت کا سلسلہ جاری رہے گا اور فتوحات کے دروازے ان کیلئے کھول دیئے جائیں گے اور قومیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح برکت پائیں گی جس طرح آپ کی زندگی میں برکت پائی تھی۔ گویا ان آیات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تھا کہ آئندہ زمانہ میں ہزاروں ہزار لوگ اسلام میں ایک وقت میں داخل ہوا کریں گے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب کسی قوم کو فتح حاصل ہوئی ہے اور مفتوح قوم کے ساتھ فاتح قوم کے تعلقات قائم ہوئے ہیں تو ان میں جو بدیاں اور بُرائیاں ہوتی ہیں وہ فاتح قوم میں بھی آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فاتح قوم جن ملکوں سے گزرتی ہے ان کے عیش و عشرت کے جذبات اپنے اندر سموتی ہے اور چونکہ عظیم الشان فتوحات کے بعد اس قدر آبادی کے ساتھ فاتح قوم کا تعلق ہوتا ہے جو فاتح سے بھی تعداد میں زیادہ ہوتی ہے۔ اسلئے اس کو فوراً تعلیم دینا اور اپنی سطح پر لانا مشکل ہوتا ہے۔ اور جب فاتح قوم کے افراد مفتوح قوم میں ملتے ہیں تو بجائے اس کے اخلاقی طور پر نفع پہنچانے کے خود اس کے بداثرات سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ رفتہ رفتہ نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ اور درحقیقت جس وقت کوئی قوم ترقی کرتی اور کثرت سے پھیلتی ہے وہی زمانہ اس کے تنزل اور انحطاط کا بھی ہوتا ہے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان فتوحات کی خبر کو معلوم کر کے طبعی طور پر مفکر ہو سکتے تھے کہ ان فتوحات کے ساتھ ساتھ کہیں مسلمانوں میں انحطاط تو شروع نہ ہو جائے گا اور وہ لوگ جو اسلام میں نئے داخل ہونگے ان کی پوری تربیت کا کیا سامان ہو گا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کامل استاد اور نفوس کا تزکیہ کرنے والا اور کامل راہنما اُن کو میسّر نہ ہو گا۔ پس ان خیالات کے جواب کے طور پر اللہ تعالیٰ اِسْتَغْفِرْهُ کے الفاظ نازل فرمائے اور بتایا کہ اے محمد رسول اللہ! جب تک آپ دنیا میں رہے آپ نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کیا اور تربیت اور تزکیۂ نفوس کا کام کرتے رہے۔ لیکن جب آپ ہمارے پاس آجائیں گے تو آپ کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ خود اُمّت محمدیہ کا کفیل ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں آپ کو فکر کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں آپ وہ کام کریں جو آپ کی استطاعت میں ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ دُعاؤں میں لگ جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ وہ نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی حفاظت کرے اور اُن کی نصرت کرتا رہے بلکہ اسلام میں نئے داخل ہونے والوں کی بھی خود ہی تربیت کا سامان کرے۔ اور ایسی صورت پیدا کر دے کہ تمام مسلمان ٹھوکر اور غلطیوں سے بچتے رہیں۔ اور اگر کبھی کوئی رخنہ پیدا بھی ہو تو اس کی اصلاح کا سامان خدا تعالیٰ پیدا کرتا رہے۔ گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کیلئے استغفار کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ اپنی اُمت کے لوگوں کیلئے استغفار کا حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے آپ دُعا کریں کہ وہ آپ کی اُمّت کی حفاظت فرمائے اور ان میں کوئی روحانی طور پر رخنہ نہ پڑے۔ اور اگر کوئی خرابی پیدا ہو تو اس کی اصلاح کا سامان پیدا ہو جائے"۔ (تفسیر کبیر جلد دہم ۴۸۶-۴۸۵)

پس وہ فتوحات کے نظارے جن کو ہم آج دیکھ رہے ہیں اُن میں دوام کی خاطر ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ کوشش کے ساتھ ساتھ کثرت سے استغفار کریں کہ جو کمی بھی ہماری کوشش میں رہ جائے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو دور کر دے۔

خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی پوری ذمہ داریوں کو کماحقہٗ ادا کرنے اور ہمیشہ استغفار میں لگے رہنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ: (۱۴)

آنحضرت ﷺ کے ظل کامل سلطان القلم حضرت مسیح موعودؑ میانہ روی پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنی تصنیف لطیف اسلامی اصول کی فلاسفی میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید کو صحیح طور پر ماننا اور اس میں زیادت یا کمی نہ کرنا یہ وہ عدل ہے جو انسان اپنے مالک حقیقی کے حق میں بجا لاتا ہے یہ تمام حصہ اخلاقی تعلیم کا ہے جو قرآن شریف کی تعلیم میں سے درج ہوا ہے۔ اس میں اصول یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام اخلاق کو افراط اور تفریط سے بچایا ہے۔ اور ہر ایک خلق کو اس حالت میں خلق کے نام سے موسوم کیا ہے کہ جب اپنی واقعی اور واجب حد سے کم و بیش نہ ہو۔ یہ تو ظاہر ہے کہ نیکی حقیقی وہی چیز ہے جو دو حدوں کے وسط میں ہوتی ہے یعنی زیادتی اور کمی یا افراط اور تفریط کے درمیان ہوتی ہے۔ ہر ایک عادت جو وسط کی طرف کھینچے اور وسط پر قائم کرے وہی خلق فاضل کو پیدا کرتی ہے محل اور موقعہ کا پہچاننا ایک وسط ہے۔ مثلاً اگر زمیندار اپنا تخم وقت سے پہلے بودے یا وقت کے بعد دونوں صورتوں میں وہ وسط کو چھوڑتا ہے نیکی اور حق اور حکمت سب وسط میں ہے اور وسط موقعہ بینی میں ہے یا یوں سمجھ لو کہ حق وہ چیز ہے کہ ہمیشہ دو متقابل باطلوں کے وسط میں ہوتا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ عین موقعہ کا التزام ہمیشہ انسان کو وسط میں رکھتا ہے۔ اور خداشناسی کے بارہ میں وسط کی شناخت یہ ہے کہ خدا کی صفات بیان کرنے میں نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف جھک جائے اور نہ خدا کو جسمانی چیزوں کا مشابہ قرار دے۔ یہی طریق قرآن شریف نے صفات باری تعالیٰ میں اختیار کیا ہے چنانچہ وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ خدا دیکھتا سنتا جانتا بولتا کلام کرتا ہے۔ اور پھر مخلوق کی مشابہت سے بچانے کیلئے یہ بھی فرماتا ہے کہ

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ (الشوریٰ۱۲)

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰہِ الْاَمْثَالَ (النحل۔۷۵)

یعنی خدا کی ذات اور صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس کیلئے مخلوق سے مثالیں مت دو۔ سو خدا کی ذات کو تشبیہ اور تنزیہ کے بین بین رکھنا یہی وسط ہے۔ غرض اسلام کی تعلیم تمام میانہ روی کی تعلیم ہے۔ سورہ فاتحہ بھی میانہ روی کی ہدایت فرماتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ سے وہ لوگ مراد ہیں جو خدا تعالیٰ کے مقابل پر قوتِ غضبی کو استعمال کر کے قویٰ غضبیہ کی پیروی کرتے ہیں اور ضَالِّیْنَ سے وہ مراد ہیں جو قویٰ بہیمیہ کی پیروی کرتے ہیں اور میانہ طریق وہ ہے جس کو لفظ انعمت علیھمؐ سے یاد فرمایا ہے غرض اس مبارک امت کیلئے قرآن شریف میں وسط کی ہدایت ہے توریت میں خدا تعالیٰ نے انتقامی امور پر زور دیا تھا اور انجیل میں عفو اور درگزر پر زور دیا تھا۔ اور اس امت کو موقعہ شناسی اور وسط کی تعلیم ملی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا (البقرہ۱۴۴)

یعنی ہم نے تم کو وسط پر عمل کرنے والے بنایا اور وسط کی تعلیم تمہیں دی۔ سو مبارک وہ جو وسط پر چلتے ہیں خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۹۴۔۹۳)

پس شریعت اسلامی نے امت محمدیہ کو ایک ایسی امت قرار دیکر جو ہر ایک کام میں اعتدال سے کام لیتی ہے گناہ کے تمام دروازوں کو بند کر دیا ہے اور امۃ وسطا میں اسلام کی اسی وسطی تعلیم کی طرف اشارہ ہے جس میں وہ دوسرے تمام مذاہب سے امتیازی شان رکھتا ہے۔ پس آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی کے ہر شعبہ اور گوشہ میں اپنے اعمال میں میانہ روی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆ ☆ ☆

U.T.I کے سلسلہ میں ایک ضروری وضاحت

یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا کی آمد وغیرہ کے بارہ میں ربوہ سے موصولہ ایک وضاحت زیر فیصلہ صدر انجمن احمدیہ قادیان 7غ م/ 1.4.2000 ریکارڈ کی گئی ہے 2001-2000ء (اپریل 2000ء) سے اسی کے مطابق عمل درآمد ہو گا۔ موصی و موصیات حضرات مطلع رہیں "یونٹس۔۔۔ ایسی Investment ہے جو منقولہ جائیداد کے زمرہ میں آتی ہے اور یقیناً پس انداز آمد ہی انویسٹ کی جاتی ہے یا اور کوئی صورت ہو جیسے کوئی موصی اپنے P.F سے قرضہ لیکر U.T.I میں انویسٹ کر دے تو جو بھی اُسکی آمد ہو گی اس آمد پر حصہ آمد بشرح وصیت ادا کرے گا نہ کہ بشرح چندہ عام۔

یہ ایک عمومی اصول یاد رکھ لیں کہ ہر منقولہ جائیداد جو بھی آمد پیدا کرتی ہے اس آمد پر حصہ آمد بشرح وصیت ادا ہو گا اور غیر منقولہ جائیداد جو بھی آمد پیدا کرے گی اس آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ادا ہو گا۔ اس لئے U.T.I سے جو بھی آمد ہوتی ہے اس پر 1/10 یا جو بھی موصی کی شرح وصیت ہے اس کے مطابق حصہ آمد ادا کرے گا"

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

STD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (0091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(0091) 01872-70105

Vol - 49 Thursday, 21th September 2000 Issue No 38

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کی کامیاب صوبائی مجلس مشاورت

بائیس جماعتوں سے ایک سو نمائندگان اور تمام مبلغین اور معلمین کرام کی شمولیت، حاجی صاحبان کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب

افتتاحی اجلاس : الحمدللہ مورخہ ۲۰/۲۱ مئی ۲۰۰۰ء کو ریشی نگر میں جماعتہائے احمدیہ صوبہ کشمیر کی دوروزہ مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ افتتاحی اجلاس بعد نماز ظہر و عصر جو جمع ہوئیں خاکسار کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم میر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت احمدیہ ریشی نگر نے مشاورت کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ بعد دُعا پہلا اجلاس برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس: حاجی صاحبان کے اعزاز میں مکرم عبدالرحمٰن صاحب ایتو نائب امیر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مکرم مولانا غلام نبی صاحب نیاز مبلغ سلسلہ نے حاجیوں کو مبارک باد کا تحفہ پیش کیا اور اس کے بعد فلسفہ حج پر روشنی ڈالی اور کہا کہ غیر احمدیوں کے اس الزام کا عملاً جواب دیدیا گیا ہے کہ احمدی حج نہیں کرتے۔ اسکے بعد خاکسار نے مالی قربانیوں اور جماعتی ضروریات کے پیش نظر تربیتی امور کیطرف توجہ دلائی۔ اس دوران مسجد کی نچلی منزل میں پردہ کی رعایت سے مستورات نے اپنا الگ اجلاس حج بیت اللہ کی سعادت پانے والی عورتوں کے اعزاز میں منعقد کیا۔ جس میں محترم تسنیم احمدی صاحبہ آف سرینگر صدر لجنہ صوبہ کشمیر مہمان خصوصی تھیں۔ مورخہ ۲۱ر مئی نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد مکرم مولانا غلام نبی صاحب نیاز نے درس دیا اور اسی دوران مشاورت کے بارے میں دیگر امور کے ساتھ اس کی افادیت اور اہمیت بھی بیان فرمائی۔

تیسرا اجلاس: خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا تلاوت قرآن مجید کے بعد خاکسار نے تبلیغی تربیتی اور تعلیمی امور کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ اِس دوران تین سب کمیٹیاں (مالی امور کے بارے سب کمیٹی تبلیغی سب کمیٹی تعلیمی سب کمیٹی) منتخب کی گئیں۔

چوتھا اجلاس : خاکسار عبدالحمید ٹاک امیر صوبہ کی صدارت میں تلاوت قرآن مجید کے بعد منتخبہ سب کمیٹیوں نے اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں۔ جن پر ایک ایک کر کے غور ہوا بعض امور پر بحث بھی ہوئی۔

تبلیغی رپورٹ : الحمدللہ حالیہ نامساعد حالات کے باوجود داعین الی اللہ اور نگران داعین الی اللہ کی کوششوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پُر حکمت تبلیغ جاری ہے اور رابطے بھی بڑھ رہے ہیں۔ بیعتیں بھی ہو رہی ہیں۔ سوال و جواب کی بھی مجالس منعقد ہو رہی ہیں۔ لٹریچر بھی مناسب طریق پر پہنچایا جا رہا ہے۔ تبلیغی اجلاسات بھی منعقد ہوتے ہیں۔ الحمدللہ بہترین کام ہو رہا ہے۔

حال ہی میں چھبیس بیعتیں ہوئی ہیں اور دو خطیب امام بھی احمدی ہو گئے ہیں۔ سرینگر مشن میں ہر ماہ سو سے زائد لوگ تحقیق حق کی غرض سے آتے ہیں جہاں انہیں مناسب تبلیغ کی جاتی ہے اور نمائش بھی دکھائی جاتی ہے کسی قدر تواضع بھی کی جاتی ہے ہر جمعہ پر کثیر تعداد میں غیر از جماعت لوگ نماز جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں الحمدللہ بہت ہی اچھا اثر لیکر جاتے ہیں۔

تعلیمی رپورٹ : اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں ملک کی دیگر ریاستوں میں جماعت کے سکول جاری ہیں۔ وہاں ریاست جموں و کشمیر میں بھی چھ سکول جاری ہیں۔ چار کوٹ راجوری میں ایک سکول۔ جبکہ وادی میں تین ہائی سکول اور دو مڈل سکول ہیں۔ ان سکولوں میں اڑھائی ہزار طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں جن میں اکثریت غیر از جماعت مسلمانوں کی ہے۔ ایک صد بیس کارکنان ان میں کام کر رہے ہیں۔ گزشتہ میٹرک کے امتحانات میں سرکاری سکولوں میں ۲۶٪ فیصد جبکہ ہمارے سکولوں میں قریباً سو فیصد نتیجہ رہا ہے۔ ہمارے سکولوں سے فارغ ہو کر دوسرے سرکاری یا غیر سرکاری سکولوں میں جانے والے طلباء اللہ کے فضل سے آگے نکل جاتے ہیں اس طرح ہمارے سکولوں کا نام روشن ہو رہا ہے۔ شروع میں ان سکولوں پر چند ہزار روپے خرچ تھے اب اللہ کے فضل سے لاکھوں میں خرچ ہو رہا ہے اور یہ سب سکول ترقی کر رہے ہیں۔

تربیت : دس جماعت میں معلمین دینی تربیت کے ساتھ ساتھ دو ہزار سے زائد احمدی و غیر احمدی بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہیں۔ جہاں قرآن مجید، ناظرہ، قاعدہ یسرالقرآن قرآن مجید مع ترجمہ، نماز سادہ، نماز مع ترجمہ، دینیات، دینی مسائل، تبلیغ کے طریقے، اعتراضات کے جوابات، فن تقریر، تلاوت، نظم وغیرہ سکھائے جاتے ہیں۔ بعض جماعتوں میں بچوں کی زیادہ تعداد کے باعث باقاعدہ مرکزی معلمین کو مقرر کیا گیا ہے۔

مساجد : جماعتی تربیت اور تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ مسجد ہی ہوتی ہے۔ اس ضمن میں پیارے آقا کی خاص نگاہِ کرم سے بعض مساجد تکمیلی مراحل میں ہیں بعض زیر تعمیر ہیں جبکہ بعض زیر غور ہیں۔ ان میں سے نونہ مئی مسجد مکمل ہو چکی ہے۔ بالسو، ریوٹن، آسنور، بھدرواہ کی مساجد بھی مکمل ہو چکی ہیں۔ صوفن نامن منڈوبل آسنور، مشیہ واڑ، برازلو کی مساجد زیر تعمیر ہیں۔ کوریل آسنور کے درمیان، گوجر بستی پنڈت پور آسنور، گوجر بستی آسنور، پھویر، ہاری پاریگام، اونہ گام کی مساجد کی تعمیر کا منصوبہ اور پروگرام ہے جبکہ ماندوجن، کاٹھپورہ، چک ڈسند، چیک ایرچھ، اندورہ، اوگام کی مساجد کی وسعت ضروری ہے۔ مرحلہ وار کوریل جامع مسجد، ریشی نگر جامع مسجد، یاری پورہ جامع مسجد، شورت جامع مسجد اور ناصر آباد جامع مسجد کی تعمیر کا بھی پروگرام ہے۔

مالی امور بابت رپورٹ: اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں چند سال قبل پورے صوبہ (جموں و کشمیر) کا بجٹ چار پانچ لاکھ روپے تھا وہاں نامساعد حالات کے باوجود آج سترہ لاکھ روپے سے تجاوز کر چکا ہے۔ یعنی صرف لازمی چندوں کا بجٹ۔ اس کے علاوہ دیگر چندہ جات ہیں۔ انشاء اللہ اِمسال مزید اضافہ کی بھی اُمید ہے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ یہ بڑھتا ہی چلا جاوے اور ریاست جموں و کشمیر ہر طرح سے ترقی کرے۔ آمین

نیز بہت سارے اُن امور پر غور کیا گیا جن سے بجٹ میں اضافہ اور مالی قربانیوں کا معیار بڑھے۔ آخر پر دُعا ہے کہ مولیٰ کریم انفرادی اور اجتماعی مساعی میں برکت دے اور ہر خادم سلسلہ کی کوششوں میں کامیابی عطا فرمائے اور ریاست جموں کشمیر میں امن بحال ہو نیز موسمی حالات بھی سازگار ہوں۔ یہاں کے پھلوں اور زراعت میں بھی برکت دے۔ آمین۔ (عبدالحمید ٹاک امیر جماعت احمدیہ جموں و کشمیر)

نظارت دعوت الی اللہ کا قیام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ایک نئی نظارت "نظارت دعوت الی اللہ" کے نام سے قائم فرما کر مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم کو ناظر دعوت الی اللہ مقرر فرمایا ہے۔ اور نظارت دعوت و تبلیغ کا نام "نظارت اصلاح و ارشاد" تجویز فرمایا ہے جس کے مطابق نظارت دعوت و تبلیغ اب نظارت اصلاح وارشاد کہلائے گی اور اسی طرح مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد کہلائیں گے۔

عہدیداران اور احباب جماعت احمدیہ مطلع رہیں اور اس کے مطابق خط و کتابت کیا کریں۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

ایک روزہ دہلی سالانہ کانفرنس

دارالحکومت دہلی میں جماعت احمدیہ کی ساتویں سالانہ کانفرنس امسال انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ 15 اکتوبر 2000 کو مسجد احمدیہ دہلی کے احاطہ میں ہونا قرار پائی ہے۔ دوپہر کے کھانے سے فارغ ہو کر ڈیڑھ بجے دوپہر کو ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے ادا کی جائیں گی۔ اور پھر ٹھیک 2 بجے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوگا۔ جو شام سات بجے تک جاری رہے گا دہلی سے ملحقہ تمام صوبہ جات کی انتظامیہ سے خصوصی اور دیگر احمدی احباب سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس کانفرنس میں خود بھی شرکت فرمائیں۔ اور زیادہ سے زیادہ نومبائعین کو شریک کر کے کانفرنس کو کامیاب بنانے میں تعاون دیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

اس تعلق میں خط و کتاب محترم صدر صاحب جماعت دہلی یا محترم مبلغ انچارج صاحب دہلی مشن کے نام کی جاسکتی ہے۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

Ahmadiyya Muslim Mission
53-Institutional Area, Tuglakabad
New Delhi, Ph: 011-6980694

قادیان میں فٹ بال ٹورنامنٹ کا انعقاد

مورخہ ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کو احمدیہ سپورٹس کلب قادیان کی طرف سے فٹ بال ٹورنامنٹ احمدیہ گراؤنڈ میں منعقد کیا جا رہا ہے۔ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت میں شرکت کرنے والی فٹ بال ٹیمیں اگر اس ٹورنامنٹ میں حصہ لینا چاہتی ہیں تو اس کے مطابق پروگرام بنا کر آئیں اور قبل از وقت اس کی اطلاع بھی کریں۔

(انچارج اسپورٹس)

Compuírised Composing & Designing By
Krishan Ahmad, Misbahuddin,Ejaz Ahmad